

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا
الْمُتَّقِينَ: أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ آفِ

الْفَوَائِدُ الْمَحَبِّيَّةُ

الجزء الأول

مؤلفة

حضرت مولانا غلام قاری آسیہ احمد خان صاحبہ فیض آبادی

مختصر

جناب قاری محمد صلیح صاحب

ناشر

مدرسہ اعلیٰ قرآن جلالی، اسلام پور، بہار، مغربی بنگال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا
لِالْإِنشَاءِ: أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْفَافٍ

الْأَعْوَابُ الْمُحِبِّيَّةُ

الجزء الأول

(مؤلفہ)

حضرت مولانا مفتی قاری امیر محمد خان صاحب فیض آبادی

(مُحَشًى)

جناب قاری محمد صلیق صاحب

(ناشر)

مدرسۃ اہل قرآن جلاسی، اسلام پور، بہار، مغربی بنگال

تفصیلات

- نام کتاب : الفوائد المحببة
 مؤلف : جناب حافظ قاری مولانا انیس احمد خان صاحب
 محشی : قاری محمد صدیق صاحب زید مجده
 کمپیوٹر کتابت : ایم. اے. فلاحی - لاجپوری - مقام : ترکیسر
 طباعت : باراول ۱۰۰۰
 : بار دوم ۱۰۰۰
 : بار سوم ۱۰۰۰
 : بار چہارم ۱۰۰۰
 زیر اہتمام : قاری مفید الاسلام صاحب
 ناشر : مدرسہ انیس القرآن جالاسی، کلکتہ، بنگال

﴿ ملنہ کا بیتہ ﴾

Qirat Academy

At. & Po. Tadkeshwar-394170
 Distt. Surat, Gujarat (INDIA)
 91-9825364632

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
(۱)	مصنف کے مختصر حالات	۷
(۲)	پیش لفظ	۱۱
(۳)	بدور سببعہ اور ان کے رواۃ کا بیان	۱۵
(۴)	رموز کلیمی کا بیان	۱۷
(۵)	رموز حرفی مرکب کا بیان	۱۸
(۶)	اختلاف قراءت کی حقیقت کا بیان	۱۹
(۷)	اختلاف قراءت کے فوائد کا بیان	۱۹
(۸)	قراء اور فقہاء کے اختلاف کے فرق کا بیان	۲۰
(۹)	حدیث ”سبعہ احرف“ کا بیان	۲۰
(۱۰)	صحابہ کرام اور تابعین میں سے شیوخ قراءت	۲۲
(۱۱)	خادمان قرآن مجید کی فضیلت کا بیان	۲۳

۲۳	قراءت، روایت، طریق، وجہ، خلاف جائز، خلاف واجب کا بیان	(۱۲)
۲۴	ضدیت اور تقابل والے اختلاف قراءت کے اضداد کا بیان	(۱۳)
۲۵	بیان آداب متعلمین	(۱۴)
۲۶	فن قراءت کی تعریف اور اس کے موضوع کا بیان	(۱۵)
۲۶	فن قراءت کو استاذ حاذق سے سیکھنے کا بیان	(۱۶)
۲۷	بسملة بین السورتین کا بیان	(۱۷)
۲۸	میم جمع کے صلہ کا بیان	(۱۸)
۲۹	ادغام کبیر کا بیان	(۱۹)
۳۱	ادغام متقاربین کا بیان	(۲۰)
۳۲	ہائے کنایہ کا بیان	(۲۱)
۳۵	مذفرعی کا بیان	(۲۲)
۳۶	ایک کلمہ کے ہمزہ کا بیان	(۲۳)
۳۹	ہمزتین فی کلمتین متفق الحركت کا بیان	(۲۴)

۲۰	ہمزتین فی کلمتین مختلف الحركت کا بیان	(۲۵)
۲۱	ہمزہ منفردہ ساکنہ و متحرکہ کا بیان	(۲۶)
۲۲	ہمزہ منفردہ متحرکہ مفتوحہ کا بیان	(۲۷)
۲۲	ہمزہ متحرکہ ما قبل ساکن کے نقل حرکت کا بیان	(۲۸)
۲۳	تحقیق و سکتہ کا بیان	(۲۹)
۲۴	وقف حمزہ و ہشام کا بیان	(۳۰)
۲۹	ترقیق راء کا بیان	(۳۱)
۵۰	تغلیظ لام کا بیان	(۳۲)
۵۱	خلف کے ادغام تام کا بیان	(۳۳)
۵۱	امالہ کی تعریف اور اسکے اقسام کا بیان	(۳۴)
۵۲	امالہ کبریٰ اور تقلیل کا بیان	(۳۵)
۵۴	ان کلمات کے امالہ کا بیان جو بوجہ کسرہ ہو	(۳۶)
۵۵	مختصات دوری علی کا بیان	(۳۷)

۵۵	افعال عشرہ کے الفاظ متوسطہ کے امالہ کا بیان	(۳۸)
۵۶	مختصات ابن ذکوان کا بیان	(۳۹)
۵۶	کلمہ راء کے امالہ کا بیان	(۴۰)
۵۷	ہائے تانیث کے امالہ کا بیان	(۴۱)
۵۷	یائے اضافت کا بیان	(۴۲)
۵۸	یاءات زوائد کا بیان	(۴۳)
۵۸	وقف علی مرسوم الخط کا بیان	(۴۴)
۵۹	ترتیب کا بیان	(۴۵)
۶۰	اختلاف قراءت و روایات کو جمع کر کے پڑھنے کا بیان	(۴۶)
۶۰	ترتیب رجال اور طریقہ جمع الجمع کا بیان	(۴۷)

مصنفؒ کے مختصر حالات

یو، پی کے ضلع فیض آباد کے ایک چھوٹے سے قریہ جگن پور میں تین سو سال پہلے راجپوت خاندان کے ایک شخص رائے بسائی سنگھ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے مشرف فرمایا، اس شخص نے اپنا اسلامی نام بھیکن خان رکھا، اسی کی نسل میں ایک ایسا صالح فرزند پیدا ہوا جس نے انتہائی غربت اور پریشانیوں کے باوجود تحصیل علم کیا، دیوبند سے فراغت حاصل کی، اور فنِ قراءت و تجوید میں کمال پیدا کیا، ابتداء میں اپنے وطن جگن پور گھر کے چبوترے پر بیٹھ کر قریہ کے بچوں کو برسوں قرآن پاک کی تعلیم دی، پھر برما کا سفر مقدر ہوا، وہاں قیام کے دوران علومِ دینیہ کی ترویج کی، بدعات کے خلاف ہزاروں فتاویٰ مرتب کر کے شائع کئے، کئی کتابیں لکھیں، یہ مردِ درویش حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت تھا، اور مسلکِ دیوبند کا عاشق، ورع و تقویٰ میں منفرد، اخلاص و للہیت کا پتلا، خوش اوقات، اتباعِ سنت میں بے مثال، جس کے نقوش رہتی دنیا تک اہل علم کے اذہان و قلوب پر مرتسم رہیں گے، جسے علمی دنیا حضرت مولانا عبدالرؤف خاں صاحبؒ جگن پوری کے نام سے جانتی ہے۔ اسی مردِ خدا کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا جو اس کا اکلوتا بیٹا تھا جس کو خود اس نے پالا پوسا پڑھایا اور تربیت دی، اس تربیت کا اس پر کچھ ایسا رنگ چڑھا کہ وہ اپنے والد کا نمونہ بن گیا۔

بچپن ہی میں شفیق ماں کے سایہ سے محروم ہو گیا، ابھی سنِ بلوغ کو بھی نہیں پہنچا تھا کہ یہ مربی باپ بھی رخصت ہو گیا جو اس کے لئے سب کچھ تھا، اس بے سرو سامانی میں کچھ دکھلائی نہیں دیتا تھا کہ کیا کرے کہاں جائے، کسی کی ترغیب پر تحصیل علم

کے لئے سفر کیا، چند سال اس طرح گزرے کہ دوستوں اور اپنوں نے اس غربت کے مارے اور پرانی وضع قطع کے طالب علم کو اتنا ستایا کہ اس دور کے حالات سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ بالآخر کسی طرح دیوبند پہنچنے میں کامیابی ہوئی اور وہاں تعلیم مکمل کی، باپ کی وراثت فنِ قراءت تھی، لہذا اس میں جان توڑ کرمخت کی، مرحوم قاری حفظ الرحمن صاحب سے حفص کے علاوہ سب سے بھی تکمیل کی مگر اس فن کی پیاس باقی تھی، دیوبند سے لکھنؤ آیا، یہاں مدرسہ فرقانیہ جو اس وقت فنِ قراءت کا مشہور مدرسہ تھا، وہاں ماہر اساتذہ کرام سے سب سے عشرہ کی اہم کتابیں پڑھیں، پورے قرآن کا اجراء کیا، اور طویل مدت اس کی تحصیل میں خرچ کی، پھر اسی ادارہ میں مجود کی حیثیت سے خدمت شروع کی، دس سال تک اس ادارے میں خدمت انجام دی۔

ادھر گجرات میں فلاح دارین ترکیسر کے مہتمم حضرت مولانا عبداللہ صاحب کا پودروی کو اپنے ادارے میں شعبہ قراءت کے لئے ایک ماہر استاذ کی ضرورت تھی، موصوف اس کے لئے ملک گیر دورہ کر رہے تھے، اسی سلسلہ میں فرقانیہ جانا ہوا، دیکھا تو ایک قدیم وضع کا کرتہ پہنے، دوپٹی ٹوپی لگائے مغلی پاجامے میں ملبوس ایک نوجوان دنیا سے بے رغبت، کم گو، ایک چھوٹے سے حجرے کی چٹائی پر بیٹھا فن کی باریکیوں سے طلبہ کو آگاہ کر رہا ہے۔ گجرات تشریف لانے کو کہا گیا تو فرمایا اگر آپ کے یہاں طلبہ اس فن سے دلچسپی لیں تو خدمت سے انکار نہیں، بہر حال ترکیسر کا آب و دانہ لکھنؤ سے اٹھالایا، ترکیسر آکر موصوف کے جوہر کھلے، پوری قوت کے ساتھ اس فن کو طلبہ میں مقبول بنانے کوشش کی۔ سب سے اسباق جاری کئے، رائیہ، ذرہ، تیسیر کے اسباق بھی بعض طلبہ کو پڑھائے۔ قراء کی ایک بڑی جماعت تیار کی جو بالفعل تدریس کی اہلیت رکھتی تھی۔ ان میں سے بعض فی الحال بعض بڑے مدارس میں اس فن کے کامیاب

اساتذہ ہیں۔

اسباق کی خصوصیات

مرحوم کا طریقہ یہ تھا کہ طالبین صادقین اور متواضع طلبہ ہی کو پڑھانے کے قائل تھے۔ ان کو اپنے فن سے اتنی محبت تھی کہ وہ ہر ایک کو اتنی آسانی سے یہ فن دینے کے قائل نہیں تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ یہ شریف علم شریف طلبہ ہی کو دیا جائے۔ اگر کوئی طالب علم صادق نظر آتا تو پھر خارج میں پڑھانے کے لئے تیار ہو جاتے اور اس سے بے حد تعلق رکھتے، اس کی عزت کرتے، اس کی مالی امداد بھی کرتے۔ وہ پرانی وضع کے آدمی تھے۔ شاگرد جب تک ایسا تعلق نہ رکھے جو ایک اطاعت شعار بیٹے کو باپ سے ہوتا ہے تب تک اس کو طالب علم ہی نہیں سمجھتے تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ استاذ سے محبت ہی فیض کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ان کو خود بھی اساتذہ کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔ نام آتے ہی رقت طاری ہو جاتی اور ان کے کمالات کا ذکر فرماتے۔ دوسری بات یہ تھی کہ وہ پورے قرآن مجید کا اجراء کرانے کے عادی تھے، تکمیل کے بعد ہی سند دینے کے قائل تھے۔ چنانچہ اس پر انہوں نے شدت سے عمل کیا۔ ان کے یہاں ریا نمود جیسے جلسے جلوس اور اسٹیج پر قراءت سے مکمل اجتناب تھا، اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔ البتہ قرآن پاک کا اجراء مکمل ہو جانے پر بے حد خوش ہوتے تھے۔ اس موقع پر دعاء کا اہتمام کرتے، سب کو اجتماعی دعاء میں شریک کرتے اور اس مجلس میں حضور ﷺ کی نعت پڑھوانے کے شوقین تھے۔ مٹھائی سے بے حد رغبت تھی جب کہ وہ ان کے مرض میں شدید مُضر تھی۔

حضور ﷺ کی محبت مرحوم کے روئیں روئیں میں سمائی ہوئی تھی۔ سرکار کا نام

سنتے ہی زار و قطار رونے لگتے۔ اگر نام آئے اور کوئی درود نہ پڑھے تو آگ بگولہ ہو جاتے۔

مرحوم نے بڑی مفید کتابیں حفص، سبعة، عشرہ کے طلبہ کرام کے لئے تصنیف فرمائیں اور آخری تصنیف ”شانِ مصطفیٰ“ دو جلدوں میں تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل بیماری کے ایام میں رات رات بھر جاگ کر تحریر کی، جس کی ہر سطر عشقِ مصطفیٰ میں ڈوبے ہوئے دل کی عکاسی کرتی ہے۔

مرحوم انتہائی گوشہ نشین، کم آمیز اور تنہائی کے خوگر تھے۔ پوری زندگی تجرد میں گذاری۔ اس معاملے میں وہ اپنے کو معذور جانتے تھے۔ شاید رات انہوں نے خدا کی عبادت کے لئے وقف کر رکھی تھی، اس میں دوئی گوارہ نہیں تھی۔

مرحوم نے بہت کم عمری میں انتقال فرمایا۔ شکر کے مہلک مرض نے بہت جلد ان کو نڈھال کر دیا تھا۔ علاج کرانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، البتہ پرہیز کے قائل نہ تھے۔ گذشتہ سال سے فلاح دارین سے گھر تشریف لے گئے، وہیں صاحبِ فراش رہے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۹۰ء بروز جمعہ وقتِ موعود آپہنچا اور جانِ جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

﴿از مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب گوالیاری
شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات﴾

پیش لفظ

آج سے تقریباً ۲۰/۲۲ بیس بائیس سال قبل اہل گجرات روایت حفصؓ کے ماسوا کسی قراءت سے واقف نہ تھے، حتیٰ کے مدارس عربیہ میں بھی اس فن شریف کی تعلیم و تعلم کا کوئی خاص رواج نہ تھا، عوام کا تو ذکر ہی کیا؟ خواص بھی اس فن شریف سے ناواقف و نابلد تھے اور یہ سنت عظمیٰ کا لمیت ہو چکی تھی، ان حالات میں مفکر ملت، ہم سب کے محسن و مربی رئیس الجامعہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کا پودروی دامت برکاتہم کو اس سنتِ مردہ کے احیاء کا فکر دامنگیر ہوا، اور آپ نے ماہر فن مقری کی جستجو کے لئے طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کیں، چنانچہ نصرت الہی شامل حال رہی اور ”جوئندہ یا بندہ“ کے اصول پر آپ کی ملاقات سلسلۂ محبیہ کے روشن چراغ شیخ القراء حضرت الاستاذ جناب مولانا حافظ قاری انیس احمد خان صاحبؒ سے ہو گئی، حضرت قاری صاحبؒ سے بڑے اصرار کے ساتھ فلاح دارین کے لئے درخواست کی گئی جس پر قاری صاحبؒ نے فرمایا: اگر آپ کے یہاں کے طلبہ میں اس فن کی طلب دلچسپی اور شوق ہے تو آسکتا ہوں، چنانچہ یہ نمونہ سلف و بزرگ صفت مقری صرف اور صرف اسی فن کی اشاعت اور افراد سازی کی خالص نیت سے گجرات تشریف لائے، اور یہاں کے طویل قیام کے دوران مسلسل مبتلاءِ امراض رہنے کے باوجود اس فن شریف کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے، اور مکمل یکسوئی کے ساتھ شب و روز درس و تدریس میں منہمک رہ کر ٹھوس خدمات انجام دیں، ان دنوں یہاں قراءت مختلفہ سے

عام ناواقفیت تھی اور طلبہ عزیز کے لئے یہ فن بالکل اجنبی اور غیر مانوس تھا، ادھر سب سے متواترہ کے اصول و فروش کے لئے شاطبیہ جیسا اہم وادق قصیدہ من حیث اللمتن پڑھنا پڑھانا اساتذہ کرام کا معمول رہا ہے، تو طلبہ کی سہولت کے پیش نظر آپ نے شاطبیہ کے اشعار میں بیان شدہ اصول و ضوابط کو سہل و مختصر انداز میں بزبان اردو مرتب فرمایا جو ”الفوائد المحبۃ“ کے نام سے موسوم ہے، اور ابتداءً اسی کو حفظ کرانا معمول رہا جس سے اجراء سب سے بہت سہل ہو جاتا ہے، پھر شاطبیہ و رائیہ جیسے سخت متون کو اپنے نرالے و سہل ترین انداز میں پڑھاتے تھے، ادھر چونکہ زیر نظر رسالہ ”الفوائد المحبۃ“ پہلے ہی یاد کر چکے ہوتے تو جہاں اجراء سب سے اس سے بڑا تعاون ملتا تو وہیں شاطبیہ کا سمجھنا بھی کافی سہل ہو جاتا، انہیں دنوں اس ناقص کے دل میں ان قواعد کو ان کی اصل یعنی شاطبیہ سے استخراج کا داعیہ پیدا ہوا اور وقف حمزہ و ہشام تک کام کر لیا، پھر جب قاری صاحب کو دکھایا تو آپ نے خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور جلد ہی تکمیل کیلئے فرمایا، جو آپ کی خور و نوازی کی بات تھی مگر مشیت الہی کے تحت وہ کاغذات کسی سے گم ہو گئے، اس کے بعد طویل مدت تک اس طرف توجہ نہ ہو سکی، لیکن بعض احباب کی محبت اور ان کے بار بار مطالبہ کی برکت سے توفیق خداوندی شامل حال ہوئی اور اسی کریم ذات کی غیبی نصرت سے یہ کام آج سے تقریباً پانچ سال قبل پایہ تکمیل کو پہنچا جو محض فضل خداوندی اور استاذ محترم کی توجہات کا ثمرہ ہے، واللہ الحمد۔

اس انطباق سے جہاں شاطبیہ کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے وہیں اس سے اصول و ضوابط کے استحضار میں خوب تعاون حاصل ہوتا ہے، نیز بوقت ضرورت اشعار شاطبیہ سے استشہاد بھی سہل ہو جاتا ہے۔

میں اس موقع پر اپنے مخلص و خلیق دوست جوان صالح جناب مولانا قاری محمد

یوسف صاحب (استاذ حدیث و تفسیر دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر) کا دل سے شکر گزار ہوں آپ نے ہمیشہ کی طرح اس رسالہ کی صفائی میں کافی سے زیادہ تعاون فرمایا۔

نیز مدرسہ انیس القرآن جس کا نام انیس القرآن حضرت قاری صاحب کی طرف انتساب کرتے ہوئے رکھا گیا ہے اور اس کے بانی مہمانی و مسئول عام عزیزم جناب قاری مفید الاسلام صاحب کلکتوی سلمہ (استاذ شعبہ تجوید و قراءت فلاح دارین ترکیسر) کا بھی شکر گزار ہوں کہ منطبق رسالہ جو پانچ سال سے مسودہ کی صورت میں تھا اپنے ادارہ انیس القرآن کی طرف سے اس کی طباعت کا انتظام فرمایا اور یہ بھی انیس القرآن کے لئے شرف کی بات ہے کہ علوم انیسی کے ایک حصہ کی نشر و اشاعت من جانب اللہ اس کے حصہ میں آئی، درحقیقت فن تجوید و قراءت سے عوام و خواص کی بے توجہی کے دور میں اس مردہ سنت کی احیاء کے لئے یہ ایک بڑا تعاون ہے۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء اخیر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو شرف قبول بخشے اور ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

محتاج دعاء

محمد صدیق سانسرو دی (فلاحی)

خادم القرآن دارالعلوم فلاح دارین

ترکیسر، سورت، گجرات، الہند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْآنَ بِاَیْسَرِ الْوُجُوْهِ، وَافْصَحِ اللُّغَاتِ،
وَتَعَبَّدَنَا بِتَحْرِیْرِهِ وَاتِّقَانِ اَوْجُهِهِ وَقِرَاءَتِهِ، وَجَعَلَ ذَٰلِكَ مِنْ اَعْظَمِ
الْقُرْبَاتِ، الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَةِ الْمُهَدَّاةِ، سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ
وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ، الْبَدْرَةِ الثَّقَاةِ.

امابعد ! فَيَقُولُ الْعَبْدُ الْمُفْتَقِرُ اِلَى اللّٰهِ الصَّمَدِ، انیس احمد خان
الفیض آبادی عفا اللہ عنہ بِمَنِّهِ وَكَرَمِهِ.

جان تو اے عزیز! جَعَلَنِي اللّٰهُ وَاِيَّاكَ مِنَ الْعِصَابَةِ النَّاجِيَةِ وَمَنْحَنِ
وَاِيَّاكَ فِيْ جَمِيعِ الْاَحْوَالِ اللُّطْفِ وَالْعَافِيَةِ.

مثل قراءت سیدنا امام عاصم کو فی رضی اللہ عنہ بروایت حفصؓ، دیگر قراءت و
روایت یعنی طریق ادا بھی زبان مبارک ﷺ سے منطوق اور سنت متبعہ ہے، صحابہ کرامؓ
کے برگزیدہ گروہ نے بارگاہ رسالتؐ سے سیکھا اور تابعین عظام کو سکھایا، اکابر امت
نے ان قراءات کو کتابوں میں مدون فرما کر احسان عظیم فرمایا، جزا ہم اللہ عنّا
وعن جمیع المسلمین .

اس دور میں یہ سنت مردہ ہو چکی ہے، لہذا طالبانِ علوم دینیہ پر ضروری ہے کہ
اس سنت کو زندہ کرنے کے لئے مستعد ہو کر الماھر بالقرآن کے زمرے میں داخل
ہو کر فلاحِ آخرت حاصل کریں۔

اب جان لے تو، اے طالبِ قراءات کہ تابعین اور تبع تابعینؓ میں سے جن
بزرگوں نے تمام چیزوں سے اعراض کر کے اپنے آپ کو خدمتِ قرآن مجید کے لئے

وقف کر دیا ہے اور ان قراءات متواترہ کے ضبط و حفظ، تعلیم و تعلم میں پورا اپنا حصہ صرف کیا، ان ائمہ قراءت کو بدوِ سبعمہ کہتے ہیں۔

بدوِ سبعمہ کے دو دروایہ بھی ہیں جن اکابر سے ان بدوِ سبعمہ کی روایت کردہ قراءت کی اشاعت ہوئی ہے، ان کو نجوم کہتے ہیں۔

بدوِ سبعمہ اور ان کے رُواۃ کا بیان

بدوِ سبعمہ میں (اول) امام سیدنا نافعؒ مدنی ہیں اور ان کا رمز ”الف“ ہے اور ان کے دوراوی قالونؒ اور ورشؒ ہیں، ان کا رمز ”ب اور ج“ ہے۔

(دوسرے) امام سیدنا ابن کثیرؒ مکی ہیں اور ان کا رمز ”د“ ہے اور ان کے دو راوی بزیؒ اور قبلؒ ہیں اور ان کا رمز ”ه اور ز“ ہے۔

(تیسرے) امام سیدنا ابو عمروؒ بصریؒ ہیں ان کا رمز ”ح“ ہے اور ان کے دو

۱۔ فَمِنْهُمْ بَدُوْرٌ سَبْعَةٌ

۲۔ لَهَا شَهْبٌ عَنْهَا اسْتَنَارَتْ

۳۔ فَأَمَّا الْكَرِيمُ السَّرْفِيُّ الطَّيِّبُ نَافِعٌ فَذَٰكَ الَّذِي اخْتَارَ الْمَدِيْنَةَ مَنْزِلًا

۴۔ وَقَالُوْنَ عِيْسَى ثُمَّ عُثْمَانُ وَرَشَهُمْ

۵۔ وَمَكَّةُ عَبْدُ اللَّهِ فِيْهَا مُقَامُهُ هُوَ ابْنُ كَثِيْرٍ كَاثِرُ الْقَوْمِ مُعْتَلًا

۶۔ رَوَى أَحْمَدُ الْبَرْيُّ لَهُ وَمُحَمَّدٌ وَهُوَ الْمَلَقَّبُ قُنْبَلًا

۷۔ وَأَمَّا الْإِمَامُ الْمَازِنِيُّ صَرِيْحُهُمْ أَبُو عَمْرٍوْنَ الْبَصْرِيُّ فَوَالِدُهُ الْعَلَا

راوی دُوری اور سوسیٰ ہیں، اور ان کا رمز ”ط اوری“ ہے۔

(چوتھے) امام سیدنا ابن عامر شامیٰ ہیں ان کا رمز ”ک“ ہے اور ان کے دو

راوی ہشام اور ابن ذکوان ہیں اور ان کا رمز ”ل اور م“ ہے۔

(پانچویں) امام سیدنا عاصم کوفیٰ ہیں اور ان کا رمز ”ن“ ہے اور ان کے دو راوی

شعبہ اور حفص ہیں، ان کا رمز ”ص اور ع“ ہے۔

(چھٹے) امام سیدنا حمزہ ہیں ان کا رمز ”ف“ ہے اور ان کے دو راوی ہیں خلف اور

خلاد ہیں، ان کا رمز ”ض اور ق“ ہے۔

(ساتویں) امام سیدنا کسائیٰ ہیں، ان کا رمز ”ز“ ہے اور ان کے دو راوی

ابو الحارث اور دُوری ہیں، ان کا رمز ”س اور ت“ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین۔

۱۔ أَبُو عُمَرَ الدُّورِيُّ وَصَالِحُهُمْ أَبُو شُعَيْبٍ هُوَ السُّوسِيُّ عَنْهُ تَقَبَّلَا

۲۔ وَأَمَّا يَمَشُقُ الشَّامِ دَارُ بْنُ عَامِرٍ

۳۔ هِشَامٌ وَعَبْدُ اللَّهِ وَهُوَ انْتِسَابُهُ لِدُكْوَانَ

۴۔ فَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ وَعَاصِمٌ اسْمُهُ

۵۔ وَذَاكَ ابْنُ عَبَّاشٍ أَبُو بَكْرٍ الرِّضِيُّ وَحَمْرَةٌ مَا أَرْكَاهُ مِنْ مُتَوَرِّعٍ

۶۔ رَوَى خَلْفَ عَنْهُ وَخَلَّادُ الَّذِي رَوَى خَلْفَ عَنْهُ وَخَلَّادُ الَّذِي

۷۔ وَأَمَّا عَلَى فَالْكَسَائِيُّ نَعْتُهُ

۸۔ رَوَى لَيْثُهُمْ عَنْهُ أَبُو الْحَارِثِ الرِّضِيُّ وَحَفْصٌ هُوَ الدُّورِيُّ وَفِي الذِّكْرِ قَدْ خَلَا

۹۔ جَعَلْتُ أَبَا جَادٍ عَلَى كُلِّ قَارِيٍّ دَلِيلًا عَلَى الْمَنْظُومِ أَوَّلَ أَوَّلًا

چونکہ علامہ شاطبی نے اسی شعر میں قراء سبعہ اور ان کے ۱۴ روایات کے رموز انفرادی کو بیان فرمادیا ہے

کہ اَبَجْ دَهْرٌ حُطِّيْ كَلِمٌ نَصَحَ فَضَّقَ رَسَتْ میں کا پہلا حرف امام کے لئے باقی دو راویوں

کے لئے بطور رمز کے ہیں لہذا اختصار کے پیش نظر بطور استشہاد اخیر میں اس شعر کو لکھا جا رہا ہے۔

رموزِ کلمی کا بیان

جان تو اے عزیز!

کوفیین سے مراد سیدنا امام عاصم اور سیدنا امام حمزہ اور سیدنا امام کسائی ہیں
ابنان سے مراد سیدنا امام ابن کثیر کی اور سیدنا امام ابن عامر شامی ہیں اور
اخوین سے مراد سیدنا امام حمزہ اور سیدنا امام کسائی ہیں، اور
صحابہ سے مراد شعبہ اور سیدنا امام حمزہ اور سیدنا امام کسائیؓ ہیں اور
صحاب سے مراد سیدنا امام حفص اور سیدنا امام حمزہؓ اور سیدنا امام کسائیؓ ہیں اور
عم سے مراد سیدنا امام نافع اور سیدنا امام ابن عامر شامیؓ ہیں، اور
سما سے مراد سیدنا امام نافع اور سیدنا امام ابن کثیر کی اور سیدنا امام ابو عمرو
 بصریؓ ہیں، اور

حق سے مراد سیدنا امام ابن کثیر کی اور سیدنا امام ابو عمرو بصریؓ ہیں، اور

۱ وَقُلْ فِيهِمَا مَعَ شُعْبَةَ صُحْبَةٍ تَلَا

فِيهِمَا کی ضمیر کا مرجع ماقبل کے مصرعہ میں مذکور امام حمزہ اور امام کسائیؓ ہے۔

۲ صَحَابٌ هُمَا مَعَ حَفْصِهِمْ

۳ عَمَّ نَافِعٍ وَشَامٍ

۴ سَمَا فِي نَافِعٍ وَفَتَى الْعَلَا

وَمَكٍ

۵ وَحَقُّ فِيهِ وَابْنُ الْعَلَاءِ قُلْ

فیہ میں ہاء ضمیر کا مرجع ماقبل میں موجود لفظ ”مک“ ہے۔

نفر سے مراد سیدنا امام ابن کثیر مکی اور سیدنا امام ابو عمر و بصری اور سیدنا امام ابن عامر شامیؒ ہیں، اور

حرمی سے مراد سیدنا امام نافع اور سیدنا امام ابن کثیر مکیؒ ہیں، اور
حصن سے مراد ائمہ کوفیین اور سیدنا امام نافعؒ ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

رموزِ حرفی مرکب کا بیان

جان تو اے عزیز!

”ث“ سے مراد ائمہ کوفیینؒ ہیں، اور ”خ“ سے مراد تمام ائمہ سنیہ علاوہ امام اول
کےؒ اور ”ذ“ سے مراد ائمہ کوفیین اور شامیؒ، اور ”ظ“ سے مراد ائمہ کوفیین اور امام مکیؒ
ہیں، اور ”غ“ سے مراد ائمہ کوفیین اور بصریؒ ہیں، اور ”ش“ سے مراد سیدنا امام حمزہ
اور سیدنا امام کسائیؒ ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۱۔ وَقُلْ فِيهِمَا وَالْيُحْصَبِيُّ نَفَرٌ حَلَا

فیہما کی ضمیر کا مرجع ماقبل کے مصرعہ میں مذکور لفظ ”مک“ اور ”ابن العلاء“ ہے۔

۲۔ وَحَرَمِي الْمَكِّي فِيهِ وَنَافِعٌ

۳۔ وَحِصْنٌ عَنِ الْكُوفِيِّ وَنَافِعُهُمْ عَلَا

۴۔ وَمِنْهُمْ لِلْكُوفِيِّ ثَاءٌ مُثَلَّثٌ

۵۔ وَسَيَتُّهُمْ بِالْخَاءِ لَيْسَ بِأَغْفَلَا

۶۔ وَكُوفٍ وَشَامٍ ذَا لَهُمْ لَيْسَ مُغْفَلَا

۷۔ وَكُوفٍ مَعَ الْمَكِّي بِالْظَّاءِ مُعْجَمَا

۸۔ وَكُوفٍ وَبَصْرٍ غَيْنُهُمْ لَيْسَ مُهْمَلَا

۹۔ وَذُو النَّقْطِ شَيْنٌ لِلْكَسَائِيِّ وَحَمْرَةٌ

اختلاف قراءت کی حقیقت کا بیان

جان تو اے عزیز!

اختلاف قراءت اختلاف تنوع و تغایر ہوتا ہے، اختلاف تضاد اور تناقض نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ کلام اللہ شریف میں یہ محال ہے، کما قال اللہ تعالیٰ: لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا .

واقعہ یہ ہے کہ تمام کلمات قرآنی کی دو قسمیں ہیں:

متفق علیہ: جن کو تمام صحابہ کرام نے ایک طرح پڑھا ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ہے۔

مختلف فیہ: جن کو صحابہ کرام نے لغوی اختلاف یا نحوی وجوہ کی بناء پر مختلف طریقہ پر پڑھا ہے، دونوں اقسام کے الفاظ منزل من اللہ اور تعلیم فرمودہ سید الانبیاء ﷺ ہیں، مثلاً ایک صحابی نے صلہ، اظہار، تسہیل اور فتحہ سیکھا، دوسرے نے بغیر صلہ، اظہار و تسہیل، تیسرے نے بغیر صلہ، ادغام، تسہیل و امالہ، اس طرح اور بہت سی شکلیں ہو سکتی ہیں، پس ناممکن ہے کہ ایک قراءت میں امر اور دوسرے میں نہی ہو یا اور کسی طرح تعارض ہو سکے۔

اختلاف قراءت کے فوائد کا بیان

جان تو اے عزیز!

امت محمدیہ ﷺ کیلئے وسعت و سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے علاوہ اختلاف قراءت میں متعدد فوائد ہیں، قراءت مختلفہ میں تنوع کے باوجود تخالف، تعارض،

تناقض پیدا نہیں ہوتا ہے، بلکہ ایک قراءت سے دوسری قراءت کی تائید، تصدیق، توضیح اور تفسیر ہوتی ہے اور متعدد معانی اور فقہی مسائل مستنبط ہوتے ہیں جس سے کمال بلاغت اور کمال اعجاز ظاہر ہوتا ہے، ہر قاری اپنی اختیار کردہ وجوہ کی سند متصلہ حضور سرور عالم ﷺ تک پہنچاتا ہے جو صرف اسی امت اور اسی کتاب مقدس اور امت کا خاصہ ہے، علامہ جزریؒ فرماتے ہیں اگر صرف یہی ایک فائدہ ہوتا تو کافی وافی ہوتا۔

قراء اور فقہاء کے اختلاف کے فرق کا بیان

جان تو اے عزیز!

فقہاء کا اختلاف اجتہادی ہوتا ہے اور قراءت کا اختلاف روایتی ہوتا ہے، اسی وجہ سے فقہاء کی وجوہ اختلافی میں سے نفس الامر میں ایک حق اور صواب ہے اور ہر مذہب دوسرے کی نسبت سے صواب ہے، مگر خطا کا احتمال رکھتا ہے اور قراءات کی وجوہ اختلافی میں سے نفس الامر میں ہر ایک صواب، حق، منزل من اللہ قرآن مجید اور کلام اللہ ہے، جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں۔

حدیث ”سبعة احرف“ کا بیان

جان تو اے عزیز!

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیمؓ کو سورہ فرقان دوسری طرح پڑھتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ سورت تم نے کس سے پڑھی ہے؟ انہوں نے حضور ﷺ کا حوالہ دیا، میں ان کو بارگاہ رسالت میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا، حضور ﷺ نے دونوں سے سن کر تصویب فرمائی اور فرمایا: اِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرَفٍ فَاَقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ . (بخاری و مسلم)

امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ موصلیؒ مسند کبیر میں کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنیؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں ایک روز ممبر پر کھڑے ہو کر صحابہ سے فرمایا: میں ان حضرات کو خدا کا واسطہ دلاتا ہوں جنہوں نے سید الانبیاء سے یہ الفاظ ”ان هذا القرآن انزل علی سبعة احرف کلھا شاف و کاف“ سنے ہوں تو وہ کھڑے ہو جائیں، اس پر صحابہ کرامؓ کی اتنی بڑی جماعت مسجد میں کھڑی ہو گئی جس کی گنتی نہیں ہو سکتی، سب نے اس پر گواہی دی، پھر امیر المؤمنین نے فرمایا کہ میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

اہل علم اس حدیث شریف پر مختلف عنوان سے بحث کرتے ہیں جن کو حافظ ابو شامہ نے ایک مستقل کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

حضرت ابیؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد میں آ کر سورہ نحل اس کے خلاف پڑھی جس طرح میں پڑھتا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے یہ سورت کس نے پڑھائی ہے؟ اس نے کہا نبی اکرم ﷺ نے، پھر اور ایک شخص آیا اس نے بھی سورہ نحل پڑھی اور ہم دونوں کی مخالفت کی میں نے اس سے بھی پوچھا تو اس نے بھی وہی جواب دیا، جس سے میرے دل میں شک پیدا ہوا، میں ان کو بارگاہ رسالت میں لے گیا، اللہ کے حبیب ﷺ نے ایک سے سن کر فرمایا اُحْسَنْتَ دوسرے سے سن کر فرمایا اُصْبَتْ پھر مجھے فرمایا هَكَذَا اُنْزِلَتْ پھر میرے سینے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا اَعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَا اُبَيُّ .

حضرت عمرو بن عاصؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو وہ پڑھو وہ صواب ہی ہے، مگر شک نہ کرو، کیوں کہ اس میں شک کرنا کفر ہے۔

صحابہ کرام اور تابعین میں سے شیوخ قراءت

جان تو اے عزیز!

جملہ صحابہ کرام قاری اور بعض خصوصیت سے معلم قراءت تھے، امام ابو عبید بن سلام پچھلے مقدس گروہ کے متعلق کتاب القراءت میں کہتے ہیں کہ مہاجرین میں سے امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ، سیدنا حضرت عمرؓ، سیدنا حضرت عثمانؓ، سیدنا حضرت علیؓ، سیدنا حضرت طلحہؓ، سیدنا حضرت سعدؓ، سیدنا حضرت ابن مسعودؓ، سیدنا حضرت حذیفہؓ، سیدنا حضرت ابو موسیٰؓ، سیدنا حضرت سالمؓ، سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ، سیدنا حضرت ابن عمرؓ، سیدنا حضرت عباسؓ، سیدنا حضرت ابن زبیرؓ، سیدنا حضرت عمرو بن عاصؓ، سیدنا حضرت عبداللہ بن عمروؓ، سیدنا حضرت معاویہؓ، سیدنا حضرت عبداللہ بن السائبؓ، امہات المؤمنین حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ۔

اور انصار میں سے حضرت الی بن کعبؓ، حضرت معاذؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابوزیدؓ، حضرت نجیح بن جاریہؓ، حضرت انس بن مالکؓ سے وجوہ قراءت منقول ہیں۔

اسی متبرک گروہ میں سے حضرت عباسؓ اور آپ کے فرزند ابوالحارث عبداللہ بن عباس قریشیؓ، حضرت فضالہ بن عبید انصاریؓ، اور واثلہ بن اسقع لیشیؓ ہیں۔ ان میں سے اکثر صحابہ نے بارگاہ رسالت ﷺ سے براہ راست اور بعض نے بالواسطہ قرآن مجید پڑھا تھا، (اور تمام جماعت روزانہ حضور سرور عالم ﷺ کی زبان مبارک سے سنتی رہتی تھی) اسی برگزیدہ جماعت نے ہر حرکت و سکون اور حذف و اثبات کو حضور ﷺ سے ضبط کیا تھا، اور ہر قسم کے وہم اور شک سے پاک تھی، اور جس طرح پڑھا تھا اسی طرح تابعین کو پڑھا دیا۔

خادمانِ قرآن مجید کی فضیلت کا بیان

جان تو اے عزیز!

خدامِ قرآن مجید کے حق میں بکثرت احادیث منقول ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: ”أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ“ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: خَيْرُكُمْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَقْرَأَهُ، (طبرانی)
حضرت عثمان غنیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور ﷺ نے: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. (بخاری و ترمذی)

یہی وجہ ہے کہ اسلافِ کرام قرآن مجید پڑھانے کو ہر چیز سے مقدم جانتے تھے، حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور ﷺ نے: أَفْضَلُ عِبَادَةِ أُمَّتِي قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ. (بیہقی)

اسی بناء پر امام سفیان ثوریؒ قرآن پڑھانے کو جہاد سے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تلاوتِ قرآن مجید کو روزہ سے افضل سمجھتے تھے۔

قراءت، روایت، طریق، وجہ، خلاف جائز، خلاف واجب کا بیان

جان تو اے عزیز!

جو اختلاف بدوِ سبعہ میں سے کسی امام کی طرف منسوب ہو اس کو قراءت، اور اگر اختلاف ان کے راویوں کی طرف منسوب ہو اس کو روایت، اور جو اختلاف ان راویوں کے شاگردوں کے شاگردوں کی طرف منسوب ہو اس کو طریق کہتے ہیں، مثلاً جو قرآن مجید ہم پڑھتے ہیں وہ سیدنا امام عاصم کوفیؒ کی قراءت، و سیدنا حفصؒ کی

روایت، اور شاطبی کا طریق ہے۔ لہذا بدورِ سبب کو قاری اور نجوم کو راوی اور ان کے نیچے طبقہ کو طریق کہا جاتا ہے، جو اختلاف بطور اختیار ہو اس کو وجہ اور وجوہ کے اختلاف کو خلاف جائز اور قراءت، روایت اور طریق کے اختلاف کو خلاف واجب کہتے ہیں، جمع الجمع میں خلاف واجب کو ادا کرنا نہایت ضروری ہے ورنہ قراءتِ سبب کی تکمیل نہ ہوگی۔

ضدیت اور تقابل والے اختلافات قراءت کے اضداد کا بیان جان تو اے عزیز!

تقابل دو طرح پر ہے، ایک تقابل عقلی اور دوسرا تقابل اصطلاحی، دونوں قسم کا ہے یعنی بعض اضداد میں تقابل عقلاً بھی مفہوم ہوتا ہے، جیسے مد کی ضد قصر، اور اثبات کی ضد حذف، فتح کی ضد امالہ، اور ادغام کی ضد اظہار، ہمزہ کی ضد ترک، ہمزہ نقل کی ضد ترک نقل، اختلاس کی ضد اکمال حرکت، تذکیر کی ضد تانیث، تخفیف کی ضد تشقیل، جمع کی ضد توحید، تنوین کی ضد ترک تنوین، اور تحریک کی ضد اسکان۔

بعض اضداد میں تقابل عقلاً تو نہیں ہے البتہ ناظم علیہ الرحمۃ نے بطور اصطلاح مقرر کیا ہے جیسا کہ جزم کی ضد رفع ٹھہرائی، ایسے ہی غیب کی ضد خطاب ہے بطور اصطلاح، اور لغۃً مطلق حرکت ہے۔

وَمَا كَانَ ذَا ضِدٍّ فَلَنِي بَضِيبُهُ	عَنِّي فَرَا حِمُّ بِلَنِّكَ لِتَفْضُلَا
كَمَدٍ وَلَتَبَاتٍ وَفَتْحٍ وَمُدْغَمٍ	وَهَمْزٍ وَنَقْلِ وَاخْتِلَاسٍ تَحْصَلَا
وَجَزْمٍ وَتَنْكِيرٍ وَغَيْبٍ وَخَفَةِ	وَجَمْعٍ وَتَنْوِينٍ وَتَحْرِيكِ أَعْمَلَا
وَحَيْثُ جَرَى التَّحْرِيكِ غَيْرُ مُقَيَّدٍ	هُوَ الْفَتْحُ وَالْإِسْكَانُ أَخَاهُ مَنْزِلَا
وَأَخِيْتُ بَيْنَ النُّونِ وَالْيَا وَفَتْحُهُمْ	وَكَسْرٍ وَبَيْنَ النَّصْبِ وَالْخَفْضِ مَنْزِلَا
وَحَيْثُ أَقُولُ الضَّمُّ وَالرَّفْعُ سَاكِتَا	فَغَيْرُهُمْ بِالْفَتْحِ وَالنَّصْبِ أَقْبَلَا
وَفِي الرَّفْعِ وَالتَّنْكِيرِ وَالْغَيْبِ جُمْلَةً	عَلَى لَفْظِهَا أَطْلَقْتُ مَنْ قَيَّدَ الْعُلَّ

اس کے بعد جان کہ اضداد کا باہمی تقابل کہیں دونوں طرف سے مراد ہے اس کو مطرد اور منعکس کہا جاتا ہے، مثلاً تذکیر و تانیث اور کہیں ایک جانب سے ہے، اس تقابل کو مطرد غیر منعکس کہتے ہیں، جیسے جزم کی ضد رفع ہے لیکن رفع کی ضد جزم نہیں ہے، ان کو غیر منعکس کہتے ہیں، ان مذکورہ میں مطرد غیر منعکس صرف جزم ہے۔

بیانِ آدابِ متعلمین

جان تو اے عزیز!

اس فن شریف کے سیکھنے میں نیت خالص رکھ، علائق و موانع کو حتی الامکان کم کر دے، وقت کو غنیمت سمجھ، دوسرے وقت پر نہ ٹال، سیکھنے پر عار نہ کر، شیخِ کامل کو تلاش کر، جب اس کے پاس جائے تو کپڑے صاف ہوں، ادب سے پیش آ، نگاہِ حرمت سے اس کو نظر کر، جو بتلا دے اس کو خوب توجہ سے سن، اور یاد رکھے، اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے اپنا قصور سمجھ، اس کے روبرو اور کا قول مخالف ذکر نہ کرے، اگر کوئی تمہارے استاذ کو برا کہے حتی الوسع اس کا دفعیہ کر، ورنہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہو، جب حلقہ کے قریب پہنچے، حاضرین کو سلام کر، پھر شیخ کو خصوصاً سلام کر، دو شخصوں کے درمیان بدوں اس کی اجازت کے نہ بیٹھے، بیٹھنے میں جگہ تنگ نہ کر، اپنے رفقاء سے نرمی برت، غل نہ مچا، بے ضرورت نہ ہنس، بہت باتیں نہ کر، ادھر ادھر نہ دیکھ، بلکہ شیخ کی طرف متوجہ رہ، شیخ کی بدخلقی کا سہار کر، اس کی تند خوئی سے اس کے پاس جانانہ چھوڑ، نہ اس کے کمال سے بد اعتقاد ہو، بلکہ اس کے افعال و اقوال کی تاویل کر۔

فن قراءت کی تعریف اور اس کے موضوع کا بیان

جان تو اے عزیز!

علم قراءت وہ علم ہے جس میں کلمات وحی کے طریق مختلف فیہ کو بیان کیا جائے، علم تجوید اور علم قراءت کا موضوع الفاظ قرآن مجید ہیں، لیکن علم تجوید میں مخارج و صفات حروف اور ان کے حالات متفقہ کی بحث ہوتی ہے اور قراءت میں احوال مختلف فیہ یعنی حذف و اثبات، تحریک و تسکین، مد و قصر، فتح، امالہ، تحقیق و تخفیف وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔

فن قراءت کو استاد حاذق سے سیکھنے کا بیان

جان تو اے عزیز!

فن قراءت کے اکثر مسائل مقولہ کیف سماعت اور مشافہت سے تعلق رکھتے ہیں، جیسے تشدید، تسہیل مع الادخال، ابدال بالمد، امالہ، تقلیل، روم و اشام، اخفاء، اشام بالحرک، اشام بالحرکت اور مد کی مقدار کشش وغیرہ الفاظ میں ان کا بیان کرنا بے حد دشوار ہے، یہ علم شریف نقل پر موقوف ہے، لہذا اس کے حصول کے لئے شیخ حاذق سے سماعت و مشافہت طریق ادا سیکھنا اور صحت کی تصدیق ضروری ہے۔

بسملة بین السورتین کا بیان

جان تو اے عزیز!

قراءت کی ابتدا سورت سے ہو تو خواہ ابتداء حقیقی ہو یا حکمی، قطع کے بعد ہو یا وقف کے بعد بہر حال جمیع ائمہ قراءت سے سوائے سورۃ برأت بسملة پڑھنا بالاتفاق مروی ہے۔

اور اگر ایک سورت ختم کر کے دوسری سورت مرتبہ وغیر مرتبہ بلا توقف کئے شروع کی جائے تو اس کو قراء بسملة بین السورتین کہتے ہیں، یہی محل اختلاف ائمہ قراءت کا ہے، اس صورت میں قالون، مکی، عاصم، کسائی بسملة پڑھتے ہیں، اس کا نام اصطلاحاً فصل ہے، اور باقی قراء کے لئے ترک بسملة ہے، پھر حمزہ بلا سکتے صرف وصل کرتے ہیں، اور بصری شامی کیلئے وصل اور سکتے دونوں ہیں، اور ورش کے لئے بسملة، ترک بسملة، اور وصل مع السکتہ تین صورتیں ہیں۔

۱۔ وَبَسْمَلٍ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ (ب) سُنَّةٌ ☆ (ر) جَالٍ (ن) مَوْهَا (د) رِيَّةً وَتَحْمَلًا

۲۔ وبسمل بین السورتین الخ کے مفہوم مخالف سے نکلتا ہے

۳۔ ووصلك بين السورتين (ف) صاحبة

۴۔ وَصِلْ وَاسْكُتْ (ك) ل (ج) - لَا يَأْهُ (ح) صَلَا

نوٹ:- یہ مسئلہ صاحب نشر کبیر علامہ جزری کی تحقیق کے مطابق ہے ۱۲

۵۔ وَصِلْ وَاسْكُتْ (ك) ل (ج) - لَا يَأْهُ (ح) صَلَا

وَفِيهَا خِلَافٌ (ج) - يَدُهُ وَاضِحُ الطَّلَا

میم جمع کے صلہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

میم جمع اس میم کو کہتے ہیں جو مذکر غائب اور کاف، تائے خطاب کے بعد جمع مذکر کے لئے لائی جاتی ہے، جیسے: ہم، تم، کم۔

اب جان لے کہ میم جمع کا وقوع حرف ساکن سے پہلے ہو گا یا حرف متحرک سے پہلے، اگر حرف متحرک سے پہلے ہے، تو وہ حرف متحرک واحد مذکر غائب کی ضمیر ہوگی یا اور کوئی حرف، اگر ضمیر ہے تو جمیع قراء کیلئے بالاتفاق صلہ ہے، (مثلاً: رَأَيْتُمُوهُ، سَمِعْتُمُوهَا وغیرہ)

اور اگر کوئی اور حرف ہے تو قالون بالخلف اور مکى بلاخلف صلہ کرتے ہیں اور ورش اگر ہمزہ قطعی سے قبل ہو تو صلہ کرتے ہیں ورنہ نہیں، اور اگر میم جمع حرف ساکن سے قبل ہے تو اب دیکھو کہ میم جمع سے پہلے ہا قبل مکسور یا یائے ساکنہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ہاء اور میم جمع دونوں کو حمزہ اور کسائی وصلاً مضموم پڑھتے ہیں، جیسے بِهِمُ الْأَسْبَابُ، عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ۔

۱ علامہ شاطبی نے عموماً متفق علیہ مسائل کو بیان نہیں فرمایا ہے۔

۲ وَصِلْ ضَمَّ مِيمِ الْجَمْعِ قَبْلَ مُحَرَكٍ (د) رَاكَأَوْ قَالُونَ بِتَخْيِيرِهِ جَلَا

۳ وَمِنْ قَبْلِ هَمْزِ الْقَطْعِ صَلَّهَا لِيُورِثَهُمْ۔

اور بصری ہا اور میم جمع دونوں کو مکسور پڑھتے ہیں اور وقفاً کفص پڑھتے ہیں، اور کلمات ثلاثہ علیہم، الیہم، لدیہم میں حمزہ وصلاً وقفاً بضم الہاء پڑھتے ہیں۔

ادغام کبیر کا بیان

جان تو اے عزیز !

ادغام کہتے ہیں ایک حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر مشدد پڑھنے کو، اگر پہلا حرف جو مدغم ہے پہلے ہی سے ساکن ہے اور ادغام ہوا ہے تو ادغام صغیر ہے، اور اگر متحرک ہے ساکن کر کے ادغام ہوا ہے تو ادغام کبیر ہے، یہ ادغام کبیر کا قاعدہ خاص

۱۔ حمزہ کسائی کے لئے میم کا ضمہ ومن دون وصل ضمہا قبل ساکن لکل سے نکلا۔
اور ہاء کا ضمہ وفى الوصل کسر الہاء بالضم شمللا سے نکلا۔
اور بصری کیلئے ہاء کا کسرہ حاشیہ کے قاعدہ مذکورہ بالا سے اور میم کا کسرہ وبعد الہاء الخ سے نکلا۔

۲۔ وقف للکل بالكسر مکملا

۳۔ علیہم، الیہم حمزہ ولدیہم جمیعاً بضم الہاء وقفاً وموصلاً
فائدہ : اگر میم جمع کا وقوع ساکن سے پہلے ہو تو جمیع قراء کے نزدیک میم جمع مضموم ہوگی اور صلہ نہ ہوگا جیسے علیکم الصیام، انتم الاعلون وغیرہ۔ چنانچہ علامہ شاطبی فرماتے ہیں ومن دون وصل ضمہا قبل ساکن لکل
قاعدہ : ہائے ضمیر کا اعراب اپنے ما قبل کے تابع ہوتا ہے چنانچہ کسرہ یا یائے ساکنہ ہو تو مکسور ہوگی جیسے بہ والیہ ورنہ مضموم ہوگی جیسے لہ رسولہ منہ۔

ہے ابو عمرو بصری کے ساتھ بروایت سوسیٰ جہاں پر دو حرف متحرک مثلین یا متجانسین یا متقاربین بحیثیت خط متصل ہوں تو سوسیٰ سے ادغام ثابت ہے۔

اب جان لے کہ اگر اتصال مثلین کا ہے اور ایک کلمہ میں ہے تو صرف مَنَاسِکُکُمْ اور مَاسَلِکُکُمْ دو کلموں میں ان سے ادغام ثابت ہے، اور اگر مثلین دو کلموں میں ہو تو

فَلَا يَحْزُنُكَ کے علاوہ ہر جگہ ادغام مروی ہے بشرطیکہ حرف اول تائے متکلم،

۱۔ ”ودونك الادغام الكبير وقطبه ابو عمرو البصرى فيه تحفلاً“
وصريح النظم يفيد ان الادغام لابی عمرو من الروایتین، ولكن المقروء به المعول عليه المأخوذ به من طريق الشاطبية والتيسير ان الادغام خاص برواية السوسى عن ابى عمرو، واما الدورى فليس له من طريق النظم واصله الا الاظهار، ولذلك قال الامام السخاوى تلميذ الامام الشاطبى فى شرحه للشاطبية: وكان ابو القاسم الشاطبى يقرئ بالادغام الكبير من طريق السوسى لانه كذا قرأ، انتهى۔ (الوافى ص ۵۳)

۲۔ بحیثیت خط متصل: اس قید سے انا نذیر جیسی مثالوں کو خارج کرنا ہے جس میں باعتبار تلفظ اتصال موجود ہے مگر خطاً دونوں کے درمیان الف فاصل ہے لہذا خطاً اتصال نہ ہوا، برخلاف انہ ہو کے، یہاں باعتبار تلفظ تو انفصال ہے مگر خطاً اتصال ہونے کی وجہ سے اس جیسی مثالوں میں ادغام ہوگا۔

۳۔ فَفِي كَلِمَةٍ عَنْهُ مَنَاسِكُكُمْ وَمَا سَلَكَكُمْ وَبَاقِي الْبَابِ لَيْسَ مُعَوَّلًا

۴۔ وَمَا كَانَ مِنْ مِثْلَيْنِ فِي كَلِمَتَيْهِمَا فَلَا بُدَّ مِنْ ادْغَامٍ مَا كَانَ أَوَّلًا

وَقَدْ أَظْهَرُوا فِي الْكَافِ يَحْزُنُكَ كُفْرَهُ

تائے خطاب، منون یا مشدد نہ ہو، اور اگر کلمہ اول کا آخری حرف معتل حذف ہو جانے کے بعد اجتماع مثلین ہو جائے تو بالخلف ان سے ادغام ثابت ہے، مثلاً ومن یبتغ غیر الاسلام، وان یک کاذبا، ویخل لکم البتہ یاقوم مالی، یا قوم من ینصرنی، لك کیداً میں اسی طرح ہو کے ہائے مضموم کے بعد دو حرف واو کا اجتماع ہو جائے تو ان میں بطریق شاطبی ادغام ہی ہے جیسے هو ومن، الا هو والملائکۃ

ادغام متقاربین کا بیان

جان تو اے عزیز !

جب دو حرف قریب المخرج دو کلموں میں واقع ہوں تو (ح) کا ادغام صرف فَمَنْ زُحِرَ حَ عَنِ النَّارِ میں ہوگا، اور (ق) کا ادغام ک میں، اور عکس اس کا ہر جگہ

- ۱۔ اِذَا لَمْ يَكُنْ تَامُخْبِرٍ اَوْ مُخَاطَبٍ اَوْ الْمُكْتَسَى تَنْوِينُهُ اَوْ مُثَقَّلًا
كَكُنْتُ تُرَابًا اَنْتَ تَكْرَهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ وَاَيْضًا تَمَّ مِيقَاتُ مَثَلًا
- ۲۔ وَعِنْدَهُمُ الْوُجُهَانِ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ تُسَمَّى لِاجْلِ الْحَذْفِ فِيهِ مُعَلَّلًا
كَيَبْتَعِ مَجْزُومًا وَاِنْ يَكُ كَاذِبًا وَيَخْلُ لَكُمْ عَنْ عَالِمٍ طَيِّبِ الْخَلَا
- ۳۔ وَيَا قَوْمِ مَالِي ثُمَّ يَأْقُومُ مَنْ بَلَا خَلَا فِ عَلَى الْاِدْغَامِ لَا شَكَّ اِرْسِلَا
بِاِدْغَامِ لَكَ كَيْدًا
- ۴۔ وَوَاوُ هُوَ الْمَضْمُومُ هَاءُ كَهَوٍّ وَمَنْ فَاَدْغَمَ وَمَنْ يُظْهِرُ فَبِالْمَدِّ عَلَلًا
- ۵۔ وَمَهْمَا يَكُونَا كِلِمَتَيْنِ فَمُدْغَمٌ
فَزُحِرَ حَ عَنِ النَّارِ الَّذِي حَاَهُ مُدْغَمٌ

بشرطیکہ ماقبل مدغم متحرک ہو، مثلاً: خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ، لَكَ قُصُورًا اگر ساکن ہو تو اظہار ہوگا مثلاً: فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ اور إِلَيْكَ قَالَ اور (دال) کا ادغام دس حروف: (ت ث ج ذ ز س ش ص ض ظ) میں ہر جگہ ہوگا۔

لیکن دال اگر مفتوح بعد حرف ساکن کے واقع ہو تو بجز تاء کے کسی حرف میں ادغام نہ ہوگا، ہاں اگر دال مکسور یا مضموم بعد ساکن کے واقع ہو تو ت ث ج ذ ز س ش ص ض ظ کے نو حروف میں ادغام ثابت ہے، اور (تاء) کا ادغام دال کے دس مذکورہ مدغم فیہ اور

۱۔ وَفِي الْكَافِ قَافٌ وَهُوَ فِي الْقَافِ أُدْخِلَا

خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ لَكَ قُصُورًا

۲۔ وَأُظْهِرَا إِذَا سَكَنَ الْحَرْفُ الَّذِي قَبْلُ أُقْبِلَا

۳۔ وَلِلدَّالِ كِلْمٌ (تُ) رَبُّ (سَ) هَلْ (ذَ) كَا (شَ) ذَا

(ضَ) فَا (ثُ) مَ (رُ) هَذَا (صِ) دُقْهُ (ظَ) - اِهْرُ (جَ) - لَا

فائدہ: قانوناً دال کا ادغام تاء کی طرح ”ط“ میں بھی ہونا چاہئے تھا مگر اس کا وقوع قرآن مجید میں نہ ہونے کی وجہ سے اس کو مدغمات فیہ میں شمار نہیں کیا۔

۴۔ وَلَمْ تُدْغَمْ مَفْتُوحَةً بَعْدَ سَاكِنٍ بِحَرْفٍ بَغِيرِ التَّاءِ فَاعْلَمُهُ وَاعْمَلَا

فائدہ: پورے قرآن مجید میں اس کا وقوع صرف دو جگہ پر ہے (۱) مَا كَادَ

تَزِيغُ، (۲) بَعْدَ تَوَكِيدِهَا

۵۔ دال کے مدغمات فیہ ماقبل میں دس بیان فرمائے ہیں اور یہاں نو، وجہ اس کی یہ ہے کہ دال مضموم و مکسور کے بعد قرآن کریم میں واقع نہیں ہوئی ہے، دال مکسور و مضموم بعد ساکن کا ادغام ولم تدغم مفتوحة الاخ... کے مفہوم مخالف سے نکلتا ہے۔

طاء میں یعنی گیارہ حرفوں میں ہوگا۔ لیکن حملوا التوراة ثم، اتوا الزکوة ثم، ات ذال القربی، اور جئت شیئا میں بالخلف ادغام ہے، اور (ثاء) کا ادغام ت ذال ش ض میں اور (ذال) کا ادغام ص س میں ہر جگہ ہوگا، اور (لام) کا ادغام راء میں اور (راء) کا ادغام لام میں ہر جگہ ہوگا بشرطیکہ ماقبل متحرک ہو، جیسے کمثل ریح، سیغفر لنا، اور اگر ماقبل ان کے ساکن ہو تو سوائے قال کے لام کے، ادغام نہ ہوگا

۱۔	وَفِي عَشْرِهَا وَالطَّاءِ تُدْغَمُ تَائِهَا	
۲۔	وَفِي أَحْرَفٍ وَجْهَانِ عَنْهُ تَهْلَلَا	
۳۔	وَفِي جِئْتِ شَيْئًا	
۴۔	وَفِي خَمْسَةٍ وَهِيَ الْأَوَائِلُ ثَائِهَا	
۵۔	وَفِي الصَّادِ ثُمَّ السَّيْنِ ذَالٌ تَدْخَلَا	

۵۔ وفي اللام راء وهي في الراء واظهرا اذا انفتحا بعد المسكن منزلا
فائدہ: لیکن ان دونوں کے ماقبل ساکن ہونا اس وقت مانع ادغام ہے جبکہ دونوں بذات خود مفتوح ہوں، مثلاً الحمیر لتركبوها، سبیل ربك ورنه لام وراء دونوں جب مضموم یا مکسور ماقبل ساکن ہوں تو فتح کے بنسبت ضمہ وکسرہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے ماقبل کا سکون مانع ادغام نہ ہوگا مثلاً المصیر لا یکلف الله، فيقول ربی، بالذکر لما، من فضل ربی، وغیرہ میں ادغام ضرور ہوگا، جو اذا انفتحا بعد المسکن کے مفہوم مخالف سے نکلتا ہے۔

۱۔ سوی قال چونکہ کل قرآن کریم میں قال حرف راء سے قبل ۴۷ جگہ واقع ہوا ہے تو بوجہ کثرت وقوع باوجود ماقبل ساکن ہونے کے ادغام ہوتا ہے۔

(مثلاً فيقول رَبِّ میں ادغام نہ ہوگا جبکہ قال رب میں ہوگا) اسی طرح (نون) کا ادغام لام اور راء میں ہوتا ہے بشرطیکہ نون بعد حرف متحرک کے واقع ہو، جیسے اذ تَأْذَن رَّبِّكُمْ، لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ مگر نحن کے نون کا ادغام ثابت ہے مثلاً نحن له مسلمون اور يعذب کی باء کا ادغام صرف من يشاء کے میم میں ہوگا۔

ہاء کنایہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

ہائے کنایہ واحد مذکر غائب کی ضمیر کو کہتے ہیں، یہ اصلاً مضموم ہوتی ہے مگر کسرہ یا یائے ساکنہ کے بعد واقع ہو تو مکسور ہوتی ہے، اگر ہائے کنایہ حرف متحرک سے پہلے واقع ہو اور ماقبل ساکن ہو تو ابن کثیر کی بحالت وصل بالصلہ پڑھتے ہیں، جیسے لَا رَيْبَ

۱۔ ثم النون تدغم فيها على اثر تحريك

۲۔ سوى نحن مسجلا

فائدہ: نون نحن کا ماقبل ساکن ہونے کے باوجود ادغام کا ہونا کثرت استعمال اور ضمہ کی ثقالت کی وجہ سے ہے۔

۳۔ وَفِي مَنْ يَشَاءُ بَايَعَهُ حَيْثُ مَا أَتَى مُدْغَمٌ فَادْرَا الْأُصُولَ لِتَأْصُلَا

فائدہ: يعذب من يشاء کی تخصیص سے معلوم ہو گیا کہ اور کسی جگہ باء کا میم

میں ادغام نہ ہوگا، مثلاً: ان يضرب مثلاً، سنكتب ما قالوا، وكذب موسى، يعذب کی باء کے ادغام کیلئے وجہ تخصیص یہ ہے کہ ذال کے کسرہ کے بعد ضمہ ثقیل تھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ يعذب من کہ بعد يغفر لمن اور یرحم من میں جو دوسرا ادغام اس کے قریب ہی واقع ہے اس کی مناسبت سے اس میں بھی ادغام ہوا۔ عنایات ج ۱۷- ص ۱۳۵

فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ اور ماقبل متحرک ہو تو جمیع قراء بالصلہ پڑھتے ہیں۔ مستثنیات کے علاوہ۔

مذفرعی کا بیان

جان تو اے عزیز!

مذمتصل اور مذمنفصل میں ورش حمزہ طول کرتے ہیں، اور مذمتصل میں باقی قراء توسط کرتے ہیں، اور مذمنفصل میں قالون، دوری بصری بالخلف قصر کرتے ہیں، اور مکی

۱۔ وما قبله التسكين لابن كثير هم

۲۔ وما قبله التحريك للكل وصلًا

۳۔ مختلف قراء کے مختلف مستثنیات ہیں جن کو علامہ شاطبی نے اسی بیان کے ذیل میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

۴۔ إذا ألف أو ياء ها بعد كسرة أو الواو عن ضم لقي الهمز طولًا

یہاں علامہ شاطبی نے توسط طول کی تفصیل کو چھوڑ کر جمیع قراء کے یہاں صرف

مطلق مذ ہونے کو بیان فرمایا ہے، حالانکہ آپ کا طرز عمل حمزہ، ورش کیلئے طول اور باقی

قراء کیلئے توسط پڑھانے کا رہا ہے، جیسا کہ علامہ سخاوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے،

ممکن ہے کہ شاطبی اس کے ذریعہ ان لوگوں کا رد فرمانا چاہتے ہوں جن کو مذمتصل میں

بھی قصر کے ثابت ہونے کا وہم ہوا ہے، آپ اپنے اس طرز بیان سے یہ بتلانا چاہتے

ہوں گے کہ روایات متواترہ میں کہیں بھی مذمتصل میں قصر ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

سوی بلا خلف قصر کرتے ہیں اور باقی قراءتوسط کرتے ہیں، مد لازم کی چاروں قسموں میں تمام قراء کے نزدیک صرف طول ہے، مدعارض و قشی میں تمام قراء کے نزدیک طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں، حرف مدہ سے قبل اگر ہمزہ ہو تو ورش کے لئے تثلیث ہے یعنی قصر، توسط، طول کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

ایک کلمہ کے دو ہمزہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

قاعدہ ۱: ایک کلمہ میں دو ہمزہ مفتوحہ جمع ہوں، مثلاً ءَ اَنْذَرْتَهُمْ تو قالون، بصری، ہشام تسہیل مع الادخال کرتے ہیں، ہشام کے لئے وجہ ثانی تحقیق مع

۱۔ فان ينفصل فالقصر (ب)۔ ادره (ط)۔ البا بـ خلفهما (پ)۔ وريك (د)۔ رأ ومخضلا
۲۔ اس شعر کے مفہوم مخالف سے مذکورہ قراء کے علاوہ کے لئے قصر کی ضد مد نکلتا ہے، اور مد نام ہے
توسط و طول کا جس میں ورش جزہ کا طول تو بیان سخاوی سے متعین ہے، لہذا باقون کے لئے توسط رہیگا۔

۳۔ وَعَنْ كُلِّهِمْ بِالْمَدِّ مَا قَبْلَ سَاكِنٍ

۴۔ وَعِنْدَ سُكُونِ الْوَقْفِ وَجْهَانِ اَصْلًا

فائدہ: وجہان سے مراد ایک تشریح کے مطابق قصر اور مد ہے، اور مد کا اطلاق توسط و طول دونوں پر ہوتا ہے، جس کو مصنف نے ”تینوں وجہیں جائز ہیں“ سے بیان فرمایا ہے۔

۵۔ وَمَا بَعْدَ هَمْزٍ ثَابِتٍ اَوْ مُغَيَّرٍ فَقَصْرٌ وَقَدْ يُرْوَى لِوَرَشٍ مُطَوَّلًا

و وَسَطَةً قَوْمٌ

فائدہ: لیکن کلمہ ائمہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس میں دونوں ہمزہ اصلی ہونے کی وجہ سے الف فاصل کا ادخال نہ ہوگا۔

۱۔ وَتَسْهِيْلُ اُخْرٰى هَمْزَتَيْنِ بِكَلِمَةٍ سَمَا

وَمَدَّكَ قَبْلَ الْفَتْحِ (ح)۔ جَّة (ب)۔ هَا (ل)۔ دُ

الادخال بھی ہے، اور ورش کی تسہیل محض کرتے ہیں، ورش کے لئے وجہ ثانی ابدال بالمد بھی ہے۔

قاعدہ ۲ : اور اگر پہلا ہمزہ مفتوح اور ثانی مکسور ہے مثلاً ءَ اِذَا تو قالون بصری کے لئے تسہیل مع الادخال ہے، ورش، مکی کے لئے تسہیل محض ہے، اور ہشام کے لئے تحقیق مع الادخال و تحقیق محض ہے۔

قاعدہ ۳ : اور اگر پہلا ہمزہ مفتوح ثانی مضموم ہو، مثلاً: ءَ اُنْزِلَ تو قالون

۱۔ وبذات الفتح خلف (ل)۔ تجملاً
فائدہ : خلف سے مراد یہاں تسہیل و تحقیق ہے، لہذا ہشام کے لئے تسہیل تو بیان کے پہلے ہی شعر سے اور تحقیق لفظ خلف سے اور دونوں کے ساتھ ادخال الف ومدك قبل الفتح سے ثابت ہے۔

وَمَدَّكَ قَبْلَ الْفَتْحِ (ل)۔ ذ.....
۲ شعر ۱ سے تسہیل،

ومدك قبل الفتح الخ کے مفہوم مخالف سے عدم ادخال نکلتا ہے۔

۳ وَقُلْ أَلِفًا عَنْ أَهْلِ مِصْرَ تَبَدَّلَتْ لِوَرَشٍ

۴ شعر ۱ سے تسہیل، ومدك قبل الفتح، والكسر (ح) جة.. (ب)۔ ہا
سے ادخال

۵ شعر ۱ سے تسہیل۔ ومدك قبل الفتح الخ کے مفہوم مخالف سے عدم ادخال نکلتا ہے۔

۶ شعر ۱ کے مفہوم مخالف سے تحقیق اور رہا ادخال وعدم ادخال تو وہ.....
..... وقبل الكسر خلف (ل)۔ ہ ولا..... سے

کے لئے صرف تسہیل مع الادخال ہے، اور بصری کے لئے تسہیل مع الادخال و تسہیل محض ہے، ورش، نکی کے لئے تسہیل محض ہے، اور ہشام کے لئے تحقیق محض تحقیق مع الادخال اور تسہیل مع الادخال ہے، لیکن ء اُنْبِئُکُمْ میں جو آل عمران میں ہے، اس میں ہشام کے لئے تحقیق محض و تحقیق مع الادخال یہی دو وجہیں ہیں۔

نوٹ : اس کلیہ کی بھی تین مثالیں قرآن کریم میں ہیں، ء اُنْبِئُکُمْ آل عمران میں اَنْزَلَ سُوْرَةَ ص میں ء اُلْقِيَ سُوْرَةُ قمر میں جن میں آل عمران میں ہشام کے لئے دو وجہیں اور بقیہ دو میں تین تین وجہیں ہیں۔



۱۔ شعرا سے تسہیل۔ ومدك قبل الضم برأ سے ادخال

۲۔ شعرا سے تسہیل۔ ومدك قبل الضم (ح)۔ بِيْبُهُ بِخُلْفِهِمَا سے ادخال و عدم ادخال۔

۳۔ شعرا سے تسہیل اور مدك قبل الضم الخ کے مفہوم مخالف سے عدم ادخال۔

۴۔ تسہیل اخری ہمزتین بکلمۃ۔ اسما کے مفہوم مخالف سے تحقیق اور مدك قبل الضم لبی حبیبہ بخلفہما کے ادخال و عدم ادخال اور وفی الباقون کقانون سے تسہیل مع الادخال اس طرح ہشام کے لئے تین وجہیں نکلیں۔

۵۔ شعرا کے مفہوم مخالف سے تحقیق اور مدك قبل الضم (ل)۔ بی .. بخلفہما (ل)۔ بی سے ادخال و عدم ادخال، جس سے مجموعی طور پر ہشام کے لئے دو وجہیں نکلیں۔

(۱) تحقیق بلا ادخال (۲) تحقیق مع الادخال

ہمزتین فی کلمتین متفق الحركت کا بیان

جان تو اے عزیز!

اجتماع ہمزتین فی کلمتین کی دو صورتیں ہیں، متفق الحركت مختلف الحركت۔

قاعدہ ۱ : متفق الحركت مفتوحین، مثلاً جَاءَ أَحَدٌ میں قالون، بزی

اور بصری ہمزہ اولیٰ کا اسقاط کرتے ہیں، ورش، قبل ہمزہ ثانیہ میں تسہیل و ابدال کرتے ہیں، لیکن بصورت ابدال تثلیث نہ ہوگی، باقی قراء بالتحقیق پڑھتے ہیں۔

قاعدہ ۲ : متفق الحركت مضمومین، مثلاً اُولِیَاءُ اُولَئِكَ قالون، بزی

ہمزہ اولیٰ کی تسہیل کرتے ہیں، ورش، قبل ہمزہ ثانیہ کی تسہیل کرتے ہیں، اور ان کے لئے ہمزہ ثانیہ کا و او ساکنہ سے ابدال بھی ہے، بصری کے لئے ہمزہ اولیٰ کا اسقاط ہے۔

قاعدہ ۳ : متفق الحركت مکسور تین، مثلاً: مِنَ السَّمَاءِ اِنْ قَالَون، بزی

۱۔ واسقط الاولى فی اتفاقهما معاً اذا كانتا من کلمتین فتی العلا

وقالون والبرزی فی الفتح وافقاً

۲۔ والاخری کمد عند ورش وقنبل وقد قیل محض المد عنها تبدا

تسهیل ابدال

۳۔ مذکورہ بیان کے مفہوم مخالف سے باقون کے لئے تحقیق نکلتی ہے۔

۴۔ وفی غیرہ کالیاء وکالواو سهلا (قالون، بزی)

۵۔ والاخری کمد عند ورش وقنبل الخ

۶۔ واسقط الاولى الخ

ہمزہ اولیٰ کی تسہیل کرتے ہیں، ورش، قبل ہمزہ ثانیہ کی تسہیل و ابدال بالمد کرتے ہیں، البتہ ہؤلاء ان، والبغاء ان میں ورش ہمزہ ثانیہ کو یائے مختلفہ کے ساتھ پڑھتے ہیں، ابو عمرو بصری ہمزہ اولیٰ کا اسقاط کرتے ہیں۔

ہمزتین فی کلمتین مختلف الحرت کا بیان

جان تو اے عزیز!

قاعدہ ۱: جب دو ہمزہ دو کلموں میں واقع ہوں اور پہلا مفتوح ثانی مکسور ہو مثل شہداء اذ یا پہلا مفتوح ثانی مضموم ہو، مثل جاء امة تو ان دونوں صورتوں میں نافع، مکی، بصری تسہیل کرتے ہیں۔

قاعدہ ۲: اور اگر پہلا ہمزہ مضموم ثانی مفتوح ہو، مثل نشاء اصبنا تو نافع، مکی بصری کے لئے ہمزہ ثانیہ کا واو سے ابدال ہوگا۔

قاعدہ ۳: اور اگر پہلا ہمزہ مکسور ثانی مفتوح ہو، مثل والسماء اوئتنا تو

۱۔ وفی غیرہ کالیا و کالواو سہلا

۲۔ والآخری کمد الخ

۳۔ وفی هؤلاء ان والبغاء ان لور شہم بیاء خفیف الکسر بعضهم تلا

فائدہ: یہاں یائے مختلفہ سے مراد یائے مکسورہ ہے۔

۴۔ واسقط الاولى الخ

۵۔ وتسہیل الاخری فی اختلافہما سما تفی الی مع جاء امة انزلا

..... قل کالیا وکالواو سہلا

نافع، مکی، بصری کے لئے ہمزہ ثانیہ کا یاء سے ابدال ہوگا۔

قاعدہ ۴: اور اگر پہلا ہمزہ مضموم ثانی مکسور ہو مثلاً: یشاءُ الی تو نافع، مکی بصری کے لئے تسہیل اور ابدال بالواو دونوں مروی ہے۔

مذکورہ مختلف الحركات والی تمام صورتوں میں باقی قراء کے لئے دونوں ہمزہ کی تحقیق ہوگی۔

ہمزہ منفردہ ساکنہ و متحرکہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

ورش ہمزہ منفردہ ساکنہ کا جبکہ فاء فعل واقع ہو، ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے ابدال کرتے ہیں، مثلاً یؤمنون لیکن ایواء کے مشتقات میں ابدال نہ ہوگا، اور سوسی بالعموم خواہ ہمزہ فاء، عین، لام کلمہ میں کسی جگہ ہو، بلا لحاظ رسم بہر حال ابدال کرتے ہیں، اپنے مخصوص مستثنیات کے علاوہ۔

- ۱۔ نشاء اصبنا والسماء اوئتنا
ونوعان منها ابدلا منهما
- ۲۔ یشاءُ الی کالیاء اقیس معدلا
وقل
- ۳۔ وعن اکثر القراء تبدل واوها
اوپر کے اشعار کے مفہوم مخالف سے باقون کے لئے تحقیق نکلتی ہے۔
- ۴۔ اذا سکنت فاء من الفعل همزة
فورش یریہا حرف مد مبدلا
- ۵۔ سوی جملة الایواء
- ۶۔ (و یبدل) للسوسی کل مسکن
من الهمز مداً
- ۷۔ اسباب خمسہ کی وجہ سے تیرہ کلمات سوسی کے یہاں ابدال سے مستثنی ہیں، جو پینتیس جگہ آئے ہیں، جن کو علامہ شاطبیؒ نے مذکورہ بیان کے تحت شعر نمبر ۳/۴/۵/۶/۷ میں بیان فرمایا ہے۔

ہمزہ منفردہ متحرکہ مفتوحہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

ہمزہ مفتوحہ جبکہ فاء کلمہ کی جگہ ہو، اور بعد ضمہ کے واقع ہو، تو ورش واؤ مفتوحہ سے ابدال کرتے ہیں، جیسے یُوْذَنْ سے یُوْذَنْ و غیرہ۔

ہمزہ متحرکہ ماقبل ساکن کے نقل حرکت کا بیان

جان تو اے عزیز!

جبکہ حرف صحیح ساکن کے بعد ہمزہ قطعیہ متحرکہ دوسرے کلمہ میں واقع ہو، تو اس کو مفصول عام کہتے ہیں، مثلاً: قد افلح، خلوا الی، اور لام تعریف کے بعد ہمزہ متحرکہ واقع ہو، اس کو مفصول خاص کہتے ہیں، مثلاً الارض، الاخرة۔
اب جان لے کہ ورش ہمزہ متحرکہ کی حرکت کو ماقبل کی طرف نقل کر کے ہمزہ کو حذف کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ ساکن حروف مدہ اور میم جمع نہ ہوں۔



۱..... والواو عنه ان تفتح اثر الضم نحو مؤجلا

۲ وحرک لورش کل ساکن آخر صحیح بشكل الهمز واحذفه مسهلا

۳ ساکن صحیح کہہ کر غیر صحیح یعنی حروف مدہ کو نکال دیا، کہ ان میں نقل نہیں ہے، اور میم جمع میں نقل نہ

ہونے کی وجہ اس میں صلہ کا ہونا ہے، جیسے علیکم انفسکم، جس کو امام شاطبیؒ نے سورہ ام القرآن کے تحت شعرے میں بیان فرمایا۔

مفصول عام میں خلف کے لئے سکتہ بالخلف ہے، تحقیق مقدم ہے، مفصول خاص اور شیئی اور شینا میں صرف سکتہ ہے، اور خلاد کیلئے مفصول عام میں صرف تحقیق ہے، اور مفصول خاص اور شیئی شینا میں سکتہ بالخلف ہے، سکتہ مقدم ہے تحقیق پر،

لم یزد سے سکتہ نکلتا ہے۔

لیکن بحالت وقف شیئی شیئاً میں تخفیفاً صرف نقل وادغام ہے، سکتہ غیر مقررہ ہے،
لہذا سکتہ نہ ہوگا۔

وقف حمزہ و ہشام کا بیان

جان تو اے عزیز!

کلمہ موقوفہ اگر مہموز ہے، تو حمزہ و ہشام بحالت وقف ایسے حمزہ میں مختلف
انواع سے تغیرات کرتے ہیں، ان تغیرات کو تخفیف حمزہ کہتے ہیں، تخفیف حمزہ کا
اطلاق ابدال، نقل، تسہیل، ادغام و حذف پر ہوتا ہے، تخفیف رسمی کی صورت میں صرف ابدال
برسمہ اور حذف حمزہ پر ہوتا ہے۔

حمزہ کی باعتبار محل وقوع تین قسمیں ہیں، مبتدئہ، متوسطہ، منقطعہ، ﴿مبتدئہ﴾
جو شروع کلمہ میں ہو۔ ﴿متوسطہ﴾ جو اول اور اخیر میں نہ ہو، ﴿منقطعہ﴾ جو اخیر کلمہ
میں واقع ہو، حمزہ مبتدئہ کا حکم بتلادیا گیا۔

اب جان لے کہ حمزہ متوسطہ حقیقی ہو یا حکمی صرف امام حمزہ سے تخفیف مروی

لہ وحرک به ما قبله متسکناً سے نقل اور ”وما واولی تسکن قبله۔
او الیاء فعن بعض بالادغام حملاً سے ادغام نکلتا ہے (باب وقف حمزہ و ہشام)
فائدہ: مفصول خاص میں وقفاً خلف کیلئے نقل و سکتہ اور خلاد کیلئے بھی یہی دو وجہیں
ہیں، مفصول عام میں وقفاً خلف کیلئے تحقیق، سکتہ، نقل اور خلاد کیلئے تحقیق و نقل ہے،
(ملخصاً احیاء المعانی جلد اول)

وعن حمزة في الوقف خلف وعنده روى خلف في الوصل سكتاً مقللاً
وحرک به ما قبله متسکناً واسقطه حتى يرجع اللفظ اسهلاً

ہے اور ہمزہ متطرفہ کی تخفیف میں ہشام حمزہ دونوں شریک ہیں۔

قاعدہ ۱: اس کے بعد جان کہ ہمزہ متوسطہ و متطرفہ اگر ساکن ہو، خواہ اس کا سکون اصلی ہو یا عارضی اور ماقبل اس کا متحرک ہو، تو متوسطہ میں صرف حمزہ اور متطرفہ میں ہشام حمزہ دونوں ماقبل کی حرکت کے موافق ہمزہ ساکنہ کا ابدال کرتے ہیں، جیسے: **يُؤْمِنُونَ، يَأْلَمُونَ، الذِّئْبُ، اقْرَأْ، نَبِيٌّ، هَيَّءْ، الْمَلَأْ، اِمْرِي،** **مَلَجَأٌ**۔

لیکن کلمہ رثیاً اور تؤولیٰ میں ادغام بالخلف ہے اور **اَنْبَتْهُمْ، نَبَتْهُمْ** میں ابدال کے بعد یا کی وجہ سے ہاء کو بالکسر بھی پڑھتے ہیں۔

قاعدہ ۲: اور اگر ہمزہ متوسطہ و متطرفہ متحرک ہو، اور ماقبل ساکن ہو لیکن یہ ساکن مدہ نہ ہو، نیز (الف واو) یا (یاے زائدہ) نہ ہو، تو متوسطہ میں صرف حمزہ اور

۱۔ وحمزة عند الوقف سهل همزة اذا كان وسطا او تطرف منزلا

۲۔ ومثله يقول هشام ما تطرف مسهلا

۳۔ فابدله عنه حرف مد مسكنا ومن قبله تحريكه قد تنزلا

۴۔ ورثيا على اظهاره وادغامه

نوٹ: مذکورہ دونوں کلمات میں ابدال تو ہوگا مگر بعد ابدال کے ادغام میں خلف ہے، یعنی

اظہار و ادغام دونوں صحیح ہے، مثلاً **رِثِيَا، رُؤِيَا** کا بھی یہی حکم ہے۔

۵۔ وبعض بكسر الهاء لياء تحولا

چونکہ علامہ شاطبی علیہ الرحمہ نے ابدال کے بعد ہاء کے کسرے کو لفظ بعض سے بیان فرمایا ہے، اسلئے مطلب

یہ ہے کہ صحیح دونوں ہیں، البتہ ضمہ ہاء جمہور کا مسلک ہے، اور ابوالفتح کا طریق ہے، تو ہاء کا کسرہ ابن غلبون کا

طریق ہے، علامہ جزری والضم هو القياس فرما کر ضمہ کو قرین قیاس فرما رہے ہیں۔

متطرفہ میں حمزہ و ہشام دونوں حمزہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دے دیتے ہیں، اور حمزہ کو حذف کر دیتے ہیں، مثلاً یَجْرُونَ اور یَسْمُونَ سے یَجْرُونَ اور یَسْمُونَ اور مَسْئُولًا سے مَسْئُولًا اور الْقُرْآن سے الْقُرْآن اور دِفْء سے دِفْء اور الْخَبْء سے الْخَبْء اور سَوَاتِهِمَا سے سَوَاتِهِمَا اور مَوْتِلًا سے مَوْتِلًا اور شَيْء سے شَيْء اور سَوَّء سے سَوَّء، السَّوَّء سے السَّوَّء، سِیَّت سے سِیَّت اور جِیَّء سے جِیَّ اور سِیَّء سے سِیَّ، لیکن اگر حمزہ متوسطہ متحرکہ کے ماقبل ساکن واویا یا اے اصلی واقع ہوں، (مدہ ہو یا غیر مدہ) تو اس صورت میں ابدال کے بعد ادغام مروی ہے، جیسے سَوَاتِهِمَا سے سَوَاتِهِمَا، شَيْء سے شَيْء، السَّوَّء سے السَّوَّء، سِیَّت سے سِیَّت، جِیَّ سے جِیَّ، سِیَّ سے سِیَّ، سَوَّء سے سَوَّء۔

قاعدہ ۳: اور اگر حمزہ متوسطہ متحرکہ ہو، اور ماقبل ساکن الف ہو، تو فقط حمزہ تسہیل کرتے ہیں، جیسے جاءهم، اباہم، الملائکۃ۔

۱۔ وحرك به ما قبله متسکنا واسقطه حتى يرجع اللفظ اسهلا
 ۲۔ وما واو اصلی تسکن قبله او الياء فعن بعض بالادغام حملا
 فائدہ:- (۱) متوسطہ کے ساتھ متطرفہ کا بھی یہی حکم ہے، چنانچہ مثالیں دونوں طرح کی ہیں (۲) فعن بعض سے اشارہ یہ ہے کہ ماسوا بعض دوسرے نقل کرتے ہیں، اس طرح صورت مذکورہ میں نقل و ادغام دو وجہ ہیں، تاکہ اصلیہ اور زائدہ میں تمیز ہو جائے کہ زائدہ میں محض ادغام ہے۔

۳۔ سوی انه من بعدما الف جری یسهله مہما توسط مدخلا

قاعدہ ۴: اور اگر ہمزہ متطرفہ متحرکہ ہے، تو اب ہشام، حمزہ دونوں اسی ہمزہ کو الف سے بدل دیتے ہیں، اب دو الف جمع ہوئے، لہذا اجتماع ساکنین کی وجہ سے اگر پہلا الف حذف کیا جائے، تو قصر ہی ہوگا، اور اگر ثانی الف حذف کیا جائے، تو قصر اور مد دونوں جائز ہیں، بر بنائے مذہب ہشام و حمزہ تو وسط اور طول پڑھنا ثابت ہے۔

قاعدہ ۵: اور اگر ہمزہ متوسطہ یا متطرفہ متحرکہ کے ما قبل واو یا یاء ساکنہ زائد تین واقع ہوں، تو اس صورت میں متوسطہ میں صرف حمزہ اور متطرفہ میں حمزہ و ہشام دونوں سے صرف ابدال و ادغام مروی ہے، جیسے خطیثہ سے خطیثہ، قروۃ سے قروۃ، بریۃ سے بریۃ، النسیۃ سے النسیۃ، ہنیئۃ سے ہنیئۃ۔

قاعدہ ۶: اور اگر ہمزہ متحرکہ بعد حرکت کے واقع ہو، تو تصویر تین ہیں، ہمزہ مفتوحہ بعد حرکات ثلاثہ جیسے سألْتهم، یوئد، خاطئہ، ہمزہ مکسورہ بعد حرکات ثلاثہ مثلاً، خاطئین، بئیس، سُئلوا، ہمزہ مضمومہ بعد حرکات ثلاثہ، مثلاً، رؤسکم، رؤف، مستهزؤن۔

﴿۱﴾ اس کے بعد جان کہ جو ہمزہ مفتوحہ بعد کسرہ ہو، اس کو صرف یاء سے ابدال کرتے ہیں، جیسے خاطئۃ ناشئۃ سے خاطیۃ ناشیۃ اور مائۃ سے میۃ، ﴿۲﴾ اور جو ہمزہ مفتوحہ بعد ضمہ کے واقع ہو، اس کو واو سے ابدال کرتے ہیں، جیسے یوئف سے یولف، یوئد سے یوید، یوخر سے یوخر، مؤجلۃ سے مؤجلۃ،

۱۔ ویبدله مهما تطرف مثله ویقصر او یمضی علی المد اطولا

۲۔ ویدغم فیہ الواو والیاء مبدلا اذا زیدتا من قبل حتی یفصلا

۳۔ ویسمع بعد الکسر والضم حمزہ لدی فتحه یاء واو أمحو لا

﴿۳﴾ اور ہمزہ مضمومہ ماقبل مکسور اور ہمزہ مکسورہ ماقبل مضموم میں تسہیل ابدال دونوں ہیں، تسہیل عند السبویہ وابدال عند الاخفش، اور ابدال کی صورت میں سئلوا سے سولو، سُئل سے سُول، فمالئو سے فمالیون، انبئونی سے انبیونی، باقی پانچ صورتوں میں بالاتفاق تسہیل ہے۔

قاعدہ ۷: جو ہمزہ متوسطہ بزوائد ہو، یعنی ہاء تنبیہ یاء نداء اور لام (خواہ جارہ ہو، تاکید کا ہو یا ابتدائیہ ہو) ہمزہ سین فاء باء کاف واو لام تعریف کی وجہ سے متوسطہ ہو گیا، اس میں تسہیل و تحقیق دونوں مروی ہے، لیکن اگر ہمزہ مفتوحہ بعد الکسر ہو تو یاء مفتوحہ سے ابدال بھی ہوگا جیسے لابیویہ سے لیویہ، اسی طرح ہمزہ مضمومہ بعد

۱۔ والا خفش بعد الکسر ذا الضم ابدلا

بیاء وعنه الواو فی عکسہ

اور سبویہ کی تسہیل۔ ومن حکى فیہما کالیاء وکالواو اعضلا سے نکلتی ہے

۲۔ وفى غیر هذا بین بین

۳۔ وما فیہ یلفی واسطاً بزوائد دخلن علیہ فیہ وجہان اعمالا

فائدہ: وجہان سے تحقیق و تسہیل مراد ہے۔ البتہ بیان تسہیل سے لغوی تسہیل مراد ہے، نہ کہ اصطلاحی، لہذا تخفیف کے معنی مراد ہو کر حسب قاعدہ، یہ تخفیف ابدال، نقل اور تسہیل اس طرح مختلف صورتوں میں سے کوئی ایک صورت سے ہوگی اور وجہ ثانی تحقیق ہوگی۔

کما ها و یاء واللام والباء ونحوها ولامات تعریف لمن قد تامل

۴۔ وما فیہ یلفی الخ سے وجہ اول تحقیق نکلتی ہے، اور وجہ ثانی ابدال۔

ویسمع بعد الکسر والضم همزه لدی فتحه یاء و واو آمحولا سے نکلتی ہے،

فائدہ: ”ابدال بھی ہوگا“ سے مراد ابدال و تحقیق ہے، اور تسہیل نہیں ہے۔

الکسر ہو، تو یاء مضمومہ سے ابدال ہوگا اور وجہ ثانی تحقیق ہے، جیسے لِأُولَاهُمْ سے لِأُولَاهُمْ، لِأُخْرَاهُمْ سے لِأُخْرَاهُمْ، لام تعریف کا حکم یہ ہے کہ تخفیف نقل کے ساتھ ہے۔

ترقیق راء کا بیان

جان تو اے عزیز!

سیدنا ورثہ رائے مفتوحہ، مضمومہ، متوسطہ اور متطرفہ، منونہ ہو یا غیر منونہ، مخففہ ہو یا مشددہ ہو، جس کے ماقبل اس کلمہ میں کسرہ لازمہ یا یاء ساکنہ پائی جاوے خواہ کسرہ اور راء کے درمیان کوئی حجاز ہو، تو اس راء کو باریک پڑھتے ہیں، جیسے الآخرة، خیرات، الذکر، لیکن اگر ماقبل راء کے کسرہ اصلی نہ ہو، یا راء مذکورہ کے بعد کوئی حرف مستعلیہ واقع ہوا اگرچہ الف فاصل ہو، جیسے الصراط، صراط، اعراض، فراق، اشراق، یا کسرہ اور راء کے درمیان خاء کے سوا کوئی حرف مستعلیہ فاصل ہو، جیسے اصراً، مضراً، وقرأاً، یا راء کلمات عجمیہ میں واقع ہو جیسے ابراهیم، اسرائیل،

۱۔ والاخفش بعد الکسر ذالضم ابدلاً بیاء.....

۲۔ وحرك به ماقبله متسکنا واسقطه حتى يرجع اللفظ اسهلاً

فائدہ: لام تعریف میں وجہ اول نقل ہے تو وجہ ثانی تحقیق ہے جو سکتہ سے ادا ہوگی۔

۳۔ ورقق ورش کل راء وقبلها مسکنة یاء او الکسر موصلاً

ولم یر فصلاً ساکناً بعد کسرة.....

۴۔ وما بعد کسر عارض.....

وما حرف الاستعلاء بعد فراءه لکلهم التفخیم فیها تذلاً

فائدہ: وما حرف الخ کے عموم میں راء ساکنہ وغیر ساکنہ، نیز راء و مستعلیہ کے مابین الف

فاصل کا ہونا اور نہ ہونا بھی صورتیں داخل ہیں، بشرطیکہ راء کے بعد مستعلیہ اسی کلمہ میں ہو۔

۵۔ ولم یر فصلاً ساکناً بعد کسرة سوی حرف الاستعلاء سوی الخاء فکلاً

عمران، یا ایک کلمہ میں راء مکرر واقع ہو، جیسے فِرَاراً، اِسْرَاراً، مِذْرَاراً۔
تو سیدنا ورش سے بھی جمیع قراء کے موافق راء مشخّم مروی ہے، اور جو کلمات
غیر مشدودہ فعلاً کے وزن پر ہوں جیسے ذِکْرًا، وَزْرًا، صِهْرًا، سِتْرًا، حِجْرًا، اسی
طرح حیران کی راء میں ترقیق بالخلف ہے، البتہ تفخیم مقدم ہے۔

تغلیظ لام کا بیان

جان تو اے عزیز!

تغلیظ لام پُر پڑھنے کو کہتے ہیں، اب جان لے کہ ہر لام مفتوحہ، مخففہ ہو یا مشدودہ
جبکہ اس کے ماقبل ص، ط، ظ میں سے کوئی حرف مفتوحہ یا ساکنہ واقع ہو، تو سیدنا ورشؑ
سے تغلیظ لام بلاخلف مروی ہے، جیسے الصلوة، صلی، اصلاحاً، طلقتم، ظلام
وغیرہؑ، ہاں اگر مذکورہ حروف اور لام کے درمیان الف فاصل ہو، جیسے فصلاً،
طال، یا لام پر وقف کر دیا جاوے، جیسے یوصل، بطل، ظل تو تغلیظ لام بالخلف

۱۔ وفخمها فی الاعجمی وفی ارم و تکریرھا حتی یری متعدلاً

۲۔ و تفخیمہ ذکراً و سترأ و بابہ لدی جلة الاصحاب اَعْمَرُ اَرْحَلَا

فائدہ: اعمر اسم تفضیل ہے جس کے معنی بہت آباد۔ ارحلا باعتبار منزل کے، شاطبیؒ
نے تفخیم کے لئے اعمر، ارحلا کہہ کر اسی کی تقدیم کی طرف اشارہ کر دیا۔

۳۔ وحیران بالتفخیم بعض تقبلا

۴۔ و غلظ ورش فتح لام لصادھا او الطاء او للطاء قبل تنزلا

اذا فتحت او سکنت کصلاتھم و مطلع ایضاً ثم ظل ویوصلا

مروی ہے لیکن تغلیظ افضل ہے، ذوات الیاء غیر فواصل میں فتح کے ساتھ تغلیظ اور امالہ کے ساتھ ترقیق ہے اس لئے کہ تغلیظ اور امالہ ضدین جمع نہیں ہو سکتے، سیدنا ورش سے فواصل میں بوجہ امالہ صرف ترقیق ہے اسلئے کہ سیدنا ورش سے رؤوس الایۃ میں ترک امالہ مروی نہیں ہے، لہذا تغلیظ بھی نہیں ہے۔

خلف کے ادغام تام کا بیان

جان تو اے عزیز!

نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر واو یا یاء آئے، تو خلف سے ادغام تام مروی ہے، باقی احوال کفص ہیں۔

امالہ کی تعریف اور اس کے اقسام کا بیان

جان تو اے عزیز!

امالہ کے لغوی معنی مائل کرنا اور اصطلاح قراء میں امالہ یہ ہے کہ فتح کو کسرہ کی

۱۔ وفى طال خلف مع فصلا وعندما يسكن وقفاً.....

۲۔ ” ” ” ” ” ” ” ” ” ” ” ” والمفخم فضلا

۳۔ وحکم ذوات الیاء منها کھذہ یعنی اوپر کی طرح اس میں بھی بالخلف

تغلیظ ہے جس میں بر بناء اصل تغلیظ اور بوجہ امالہ ترقیق ہے۔

۴۔ وعند رؤوس الآیۃ ترقیقها اعتلا

۵۔ وفى الواو والیاء دونها خلف تلا

طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھنا۔

اگر یہ میلان یاء کی طرف زیادہ ہو، تو امالہ کبریٰ اور اضجاع کہتے ہیں، اور اگر یاء کی طرف میلان کم اور الف کی طرف زیادہ ہو، تو اس کو تقلیل اور امالہ صغریٰ کہتے ہیں، اور صرف فتح کو کسرہ کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے، تو یہ امالہ بالحرکت ہے، ان سب کی ضد فتح ہے۔

امالہ کبریٰ اور تقلیل کا بیان

جان تو اے عزیز!

قاعدہ ۱: کہ کلمات ذوات الیاء کے الفات متطرفہ خواہ مرسوم بالیاء ہوں یا نہ ہوں جیسے الهوی، الهدی، الزنا، اور الفات تانیث جیسے الدنيا، الانثیٰ، اور وہ الفات متطرفہ جو مرسوم بالیاء ہوں جیسے متی، بلی، عسی، یائی ہوں یا واوی، اور ان کلمات کے الفات جو مزید بن جانے سے ذوات الیاء ہو گئے ہوں جیسے الادنی، الاعلیٰ، الازکی۔

ان تمام الفات میں حمزہ کسائی امالہ کبریٰ کرتے ہیں اور سیدنا ورش کے لئے

- | | | |
|----|--------------------------|------------------------------|
| ۱۔ | وحمزة منهم والكسائی بعده | أمالا ذوات الیاء حیث تاصلا |
| ۲۔ | | وفی الف التانیث فی الكل میلا |
| ۳۔ | وما رسموا بالیاء..... | |
| ۴۔ | وكل ثلاثی یزید فانه | ممال..... |
| ۵۔ | وحمزة منهم والكسائی بعده | أمالا ذوات الیاء حیث تاصلا |

اس کے بعد ناظم نے مذکورہ چاروں صورتوں کو بیان فرمایا ہے۔

البتہ سور احدی عشر میں سے تلاھا، طحھا، دحاھا اور سجدی میں صرف کسائی سے امالہ ہے

ذوات الیاء میں اور رؤوس الآیہ کے ذوات الیاء میں جو ہاء کے ساتھ ہو جیسے دَحْہَا، طَحْہَا، تَلَّہَا میں بالخلف تقلیل ہے، البتہ ذوات الیاء کے رؤوس الآیہ میں جو ہاء کے ساتھ نہ ہوں اور ذوات الراء میں سیدنا ورش کے لئے بلاخلف تقلیل ہے۔

قاعدہ ۲: اور ذوات الیاء میں جو فَعَلی، فَعِلی، فُعَلی کے وزن پر ہو اسی طرح گیارہ سورتوں کے فواصل کے الفات متطرفہ میں (خواہ مذکورہ اوزان پر ہو یا نہ ہو) بصری کے لئے بلاخلف تقلیل ہے۔

قاعدہ ۳: اور ذوات الراء کے الفات متطرفہ میں خواہ کسی وزن پر ہوں، اسم ہو یا فعل بصری کے لئے مطلقاً کبری ہے، جیسے بشری، ذکری، نصاری، سکاری، اشتری لیکن سورہ یوسف کے بشری میں فتح تقلیل اور امالہ تینوں ہے اور پڑھنے میں ترتیب یہی ہے۔ اور ان الفات میں حمزہ کسائی کے لئے امالہ کبری ہے۔

۱۔		وذوات الیاء له خلف جملا
۲۔		غیر ماہا فیہ فاحضر مکملا
۳۔		وذوالراء ورش بین بین
۴۔		ولکن رؤوس الآی قد قل فتحها
۵۔		طہ، نجم، معارج، قیامہ، نازعات، عبس، اعلی، الشمس،
۶۔		واللیل، والضحی، علق،
۷۔		وکیف اتت فعلی و آخر آی ما
۸۔		تقدم للبصری
۹۔		سوی راہما اعتلا
۱۰۔		عن ابی العلاء والفتح عنه تفضلا
۱۱۔		وما بعد راء (شد) اع (ح)۔ کما

قاعدہ ۴ : اور اگر کلمات ذوات الرءاء کے الفات قبل السکون ہوں، تو سوسے کے لئے بحالت وصل بالخلف امالہ بالحرکت ہے جیسے نَرَى اللہ

ان کلمات کے امالہ کا بیان جو بوجہ کسرہ ہو

جان تو اے عزیز!

وہ الفات جس کے بعد راء متطرفہ حقیقیہ مجرور ہو، اور کافرین الکافرین میں ابو عمرو بصری اور دوری علی امالہ کبریٰ کرتے ہیں، اور ورش سے بلا خلف تقلیل مروی ہے جیسے ابصارهم، اثارهم، النار، القهار وغیرہ، اور الناس مجرور میں صرف دوری بصری نے بلا خلف امالہ کیا ہے۔

اور وہ الفات جو بین الرأیں واقع ہوں تو ابو عمرو بصری اور کسائی کے لئے امالہ کبریٰ اور ورش و حمزہ کے لئے بلا خلف تقلیل ہے جیسے الابرار، القرار، الاشرار وغیرہ۔

۱۔ وقبل سکون .. وذو الرءاء فيه الخلف في الوصل (ی)۔ جتلا

۲۔ وفي الفات قبل راء طرف أتت بكسر أمل (ت)۔ دعی (ح)۔ مید او تقبلا

ومع کافرین الکافرین بیائہ

۳۔ وورش جمیع الباب کان مقللا

فائدہ: جمیع الباب سے مراد وہ سارے کلمات ہیں جو حاشیہ ۳ کے ذیل میں بیان ہوئے۔

۴۔ وخلفهم فی الناس فی الجر (ح)۔ صلا

نوٹ :- یاد رہے کہ یہاں خلفهم سے مراد خلف مرتب ہے یعنی بصری کے پہلے راوی دوری بصری کے لئے امالہ اور دوسرے راوی سوسے کے لئے فتح ہے لہذا خلفهم سے اصطلاحی خلف مراد نہیں ہے۔

۵۔ واضجاع ذی رائین (ح)۔ ج (ر) واتہ کالابرار والتقلیل (ج)۔ ادل (ف)۔ یصلا

مختصات دوری علی کا بیان

جان تو اے عزیز!

اذانہم ، اذاننا ، طغیانہم ، ہدای ، مٹوای ، محیای ، رؤیاء ،
بارئکم ، الباری ، سارعوا ، یسارعون ، نسارع اور الجار دو جگہ اور
جبارین دو جگہ اور الجوار سورہ رحمن و کورت اور شوریٰ میں اور من انصاری الی
اللہ دو جگہ اور مشکوٰۃ ان تمام کلمات کے الفات میں صرف دوری علی سے امالہ
کبریٰ مروی ہے۔

افعال عشرہ کے الفات متوسطہ کے امالہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

افعال عشرہ جاء، شاء، زاد، خاف، خاب، حاق، ضاق، طاب،
زاغ، ران کے الفات متوسطہ میں سوائے زاغت کے امام حمزہ امالہ کبریٰ کرتے ہیں۔
اور ابن ذکوان صرف جاء، شاء میں بلا خلف اور سورہ بقرہ کے زاد اول یعنی
فزادہم اللہ مرضاً کے علاوہ ہر جگہ امالہ بالخلف کرتے ہیں۔

۱۔ واضجاع انصاری (ت) میم و سارعوا نسارع والباری، بارئکم تلا
و اذانہم طغیانہم ویسارعو ن اذاننا عنہ الجواری تمثلاً
ورؤیاء مع مٹوای عنہ لحفصہم ومحیای مشکوٰۃ ہدای قدانجلا
و جبارین والجاری (ت)۔ مموا
۲۔ و کیف الثلاثی غیر زاغت بماضی امل خاب خافوا طاب ضاقت (ف)۔ تجملا
و حاق وزاغوا جاء شاء وزاد (ف)۔ ز
۳۔ و قل صحبة بل ران واصحاب معدلا
و جاء ابن ذکوان وفی شاء میلا

فزادہم اولیٰ وفی الغیر خلفہ

نوٹ:- ازاع میں رباعی کلمہ ہونے کی وجہ سے امالہ نہ ہوگا۔

مختصات ابن ذکوان کا بیان

جان تو اے عزیز!

حمارك، الحمار، والمحراب، واکراھن، والاكرام وعمران
کے الفات میں ابن ذکوان نے بالخلف اور محراب مجرور میں بلاخلف امالہ کیا ہے۔

کلمہ رئیء کے امالہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

الف رآی کے بعد جب حرف متحرک واقع ہو اسم ظاہر ہو یا ضمیر جیسے را کو کبأ، را
ایدیہم، واذا راك، واذا راھا وغیرہ تو ابن ذکوان شعبہ اور حمزہ کسائی کے لئے را
اور ہمزہ دونوں میں امالہ ہوگا، ابو عمر و بصری کے لئے صرف ہمزہ میں امالہ ہوگا، لیکن
اگر الف رآی کے بعد حرف ساکن واقع ہو تو شعبہ اور حمزہ کے لئے وصلاً راء میں امالہ
ہوگا اور وقفاً مثل قاعدہ مذکورہ کے مذکورین امالہ کریں گے۔

- | | | |
|----|---------------------------------------|------------------------------|
| ۱۔ | حمارك والمحراب اكراهن وال | حمار وفى الاكرام عمران مثلاً |
| ۲۔ | وكل بخلف لابن ذكوان غيرما | يجر من المحراب فاعلم لتعملا |
| ۳۔ | وحرفى رأى كلا أمل (م) - زن صحبة | (سورة الانعام) |
| ۴۔ | وقبل السكون الرا أمل (ف) - ي (ص) - فا | وفى همزه (ح) - سن |
| ۵۔ | وقبل سكون قف بما فى اصولهم | |

ہاء تانیث کے امالہ کا بیان

جان تو اے عزیز!

ہائے تانیث کے ماقبل اگر مفتوح ہو تو امام کسائی بحالت وقف ہائے تانیث کے ماقبل کے فتح میں امالہ کبریٰ کرتے ہیں، لیکن اگر ہائے تانیث سے پہلے الف ہو تو امالہ نہ ہوگا۔

یاء اضافت کا بیان

جان تو اے عزیز!

یاء اضافت سے مراد یاء متکلم ہے، جو اسم، فعل اور حرف کے ساتھ کاف و ہاء ضمیر کے مانند ملحق ہوتی ہے، جیسے نفسی، فطرتی، انسی دیگر ضمائر کی طرح ہمیشہ زائد ہوتی ہے، اس میں قراء رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف فتح و سکون کا ہوتا ہے۔

اب جان لے کہ جس میں یاء اضافت کے بعد ہمزہ مفتوح واقع ہو، تو سمجھا اس یاء اضافت کو مفتوح پڑھتے ہیں، جیسے اِنِّیْ اَخْلُقُ لیکن نافع اور ابو عمرو و بصری فاذکرونی اذکرکم، ادعونی استجب لکم، ذرونی اقتل ان تین کلمات میں ساکن پڑھتے ہیں۔

۱۔ وفی ہاء تانیث الوقوف و قبلها ممال کسائی

..... وبعضهم سوی الف عند کسائی میلا

۲۔ فتسعون مع همزة بفتح وتسعها (س)۔ ما فتحها

۳۔ ذرونی و ادعونی اذکرونی فتحها (د) واء.....

فائدہ:- اس کے مفہوم مخالف سے نافع اور ابو عمرو و بصری کے لئے سکون نکلتا ہے۔

یاءاتِ زوائد کا بیان

جان تو اے عزیز!

یاءاتِ زوائد ان کو کہتے ہیں جو مصاحف عثمانیہ میں مرسوم نہیں ہے، اور ان میں صرف وصلًا وقفًا حذف واثبات کا اختلاف ہوتا ہے، اب جان لے کہ نافع بصری حمزہ کسائی وصلًا یاء زائد کرتے ہیں اور ابن کثیر کی بلا خلف اور ہشام بالخلف وصلًا وقفًا یا زائد کرتے ہیں۔

وقف علی مرسوم الخط کا بیان

جان تو اے عزیز!

نافع ابو عمرو بصری اور ائمہ کوفین سے منصوص ہے، کہ وقف تابع رسم الخط کے ہوتا ہے، دوسرے قراء سے منصوص نہیں ہے، لیکن اہل اداء نے ان کے لئے بھی اتباع رسم کو مستحسن قرار دیا ہے، لیکن جو تاء تانیث مصاحف میں مرسوم بالتاء ہوں، جیسے نعمت، رحمت، سنت، امرأت، معصیت وغیرہ، ان پر ابن کثیر کی، ابو عمرو بصری، اور کسائی کے لئے وقف بالہاء ہے۔

۱۔ وفی الوصل (ح)۔ ماد (ش)۔ کور (ا) مامہ لیکن سورہ نمل کے اتمدوننی میں حمزہ کے لئے وصلًا وقفًا دونوں حالت میں اثبات ہے۔

۲۔ وتثبت فی الحالین (د) راء (ل)۔ و امعا بخلف

۳۔ و کوفیہم و المازنی و نافع عنوا باتباع الخط فی الوقف الابتلا

۴۔ اذا کتبت بالتاء ہاء مؤنث فبالہاء قف (حق)۔ (ر)۔ ضاومعولا

اور افرئتم اللات، ومرضات، وذات بهجة، ولات حین مناص،
 هیہات ان کلمات خمسہ میں صرف کسائی کے لئے وقف بالحاء ہے لیکن بزى
 هیہات میں بلاخلف وقف بالحاء کرتے ہیں اور ما استفہامیہ مجرور بحرف جر کے بعد
 وقفاً بالخلف ہائے سکتہ زیادہ کرتے ہیں، جیسے لِمَ، بِمَ، فِیْمَ، مِمَّ،
 عَمَّ۔

تر بیج کا بیان

جان تو اے عزیز!

ذوات الیاء اور مد بدل اگر کسی آیت میں جمع ہو جائیں تو جمع الجمع میں فتح مع
 القصر والٹول اور تقلیل مع التوسط والٹول چار وجوہ پڑھنا چاہئے۔
 اور اگر مد لین کے ساتھ مد بدل ایک کلمہ میں واقع ہو، مثلاً سواتہما یا دو کلموں
 میں تو اس وقت بھی تر بیج ہوگی، لیکن ایک کلمہ میں ہو تو قصر مع التثلیث اور توسط مع
 التوسط چار وجہیں مقروء ہوں گی، اور اگر مد بدل اور مد لین متصل دو کلموں میں واقع
 ہوں، مثلاً اتیتموهن شیئاً تو تثلیث مع التوسط اور طول مع الطول ہوگا۔

۱۔ وفی اللات مع مرضات مع ذات بهجة ولات (ر) ضا هیہات (ھ)۔ ادیہ (ر) فلا

۲۔ ہیہات (ھ)۔ ادیہ (ر) فلا

۳۔ وفیمہ ومِمَّ قف وعمہ لمہ بمہ بخلف عن البزی وادفع مجهلا

اختلاف قراءات و روایات، کو جمع کر کے پڑھنے کا بیان

جان تو اے عزیز!

قرآن مجید کے الفاظ بھی مقصود بالذات ہیں، ان کے انوار و برکات کا مشاہدہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہے، وحی متلو کے مختلف طرق ادا متواترہ، جو زبان نبوت ﷺ سے منطوق اور سُنَّتِ مُتَّبَعہ ہیں، امت کے ان بزرگوں نے جو خدمت قرآن مجید کے شرف سے مشرف ہوئے، تمام طرق ادا متواترہ کے ادا کرنے کا پورا اہتمام فرمایا، اور اس عظیم سنت پر عمل کر کے اس کے انوار سے مستفیض ہوئے۔

مشائخ قراء کے مابین قرأت روایات مختلفہ متواترہ کے ادا کے لئے طریق جمع الجمع مروج ہے، اس کے تین طریقے ہیں، اول جمع وقفی، دوم جمع عطفی، سوم جمع حرفی۔

ترتیب رجال اور طریق جمع الجمع کا بیان

جان تو اے عزیز!

اداء قرأت میں سیدنا امام نافعؒ کی قرأت اور اداء روایات میں سیدنا قالونؒ کی روایت مابین المشائخ مقدم کرنا معمول ہے، سکون مد میں سکون مقدم ہے، مد قصر میں قصر مقدم ہے، سکتہ تحقیق میں تحقیق مقدم ہے۔

اگر مبدأ سے موقف تک ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ پڑھا جائے، تو جمع وقفی ہے، اور اگر مبدأ سے موقف تک سیدنا قالونؒ کی روایت پڑھی جائے، اس میں جو قراء و رواۃ سیدنا قالونؒ کے موافق ہوں گے، شریک سمجھے جائیں گے، اور جو قراء مختلف ہوں گے، ان کے لئے بذریعہ عطف ادا کریں گے، جو اختلاف موقف سے قریب

ہوگا، اس کو پہلے ادا کیا جائیگا، بشرطیکہ اوپر اس قاری کا اختلاف نہ ہو، تاکہ عطف صحیح ہو سکے، اس کے بعد اوپر والا اختلاف اسی شرط کے ساتھ ادا کیا جائیگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی آیت میں کئی اختلاف ہوں، تو ترتیب اقرب واجب ہے، اور اگر کلمہ میں اختلاف ہو، تو ترتیب رجال واجب ہے اس ترتیب کو اقرب فالاقرب اور جمع عطفی کہتے ہیں۔

اور اگر مبدأ سے موقف تک اس طرح پڑھے کہ درمیان میں جس کلمہ میں جس قدر اختلافات ہوں، ترتیب رجال کے ساتھ اسی جگہ پر ادا کر لئے جائیں، تو اس کو جمع حرفی کہتے ہیں، جمع حرفی میں ایک لفظ سے بھی وجہ پوری کر لی جائے، اگرچہ مضاف ہو یا عامل ہو، جہاں پر وقف اضطراری جائز، وہاں جمع حرفی بھی جائز ہے۔

جمع حرفی میں اصل اعادہ بالوصل ہے، لیکن اگر اعادہ بالوصل سے وجہ پیدا ہو، تو اعادہ بالوقف سے اختلاف ادا کرنا چاہئے، اسی طرح اگر اختلاف دو کلمہ سے متعلق ہو، مثلاً مد منفصل سکتے وغیرہ، تو دوسرے کلمہ کو ملا کر اعادہ بالوصل سے اختلاف ادا کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

هَذَا آخِرُ مَا يَسِّرُ اللَّهُ تَعَالَى جَمْعَهُ فِي هَذِهِ الرِّسَالَةِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى اِتِّمَامِهَا، وَنَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَنْفَعَ بِهَا، وَأَنْ يَجْعَلَهَا خَالِصًا لِرُوحِهِ الْكَرِيمِ، وَسَبَبًا لِلْفَوْزِ بِجَنَّاتِ النَّعِيمِ، وَالْمَسْئُولُ مَنْ اطَّلَعَ عَلَيْهَا مِنْ سَادَتِي، إِذَا رَأَى فِيهَا عَيْبًا أَنْ يُصْلِحَهُ بِرِفْقٍ وَلَيْنٍ، فَإِنَّ مِنْ أَلْفِ فَقْدٍ اسْتَهْدَفَ وَالْإِنْسَانُ مَحَلُّ الْخَطَا وَالنِّسْيَانِ خُصُوصًا فِي هَذَا الزَّمَانِ الَّذِي كَثُرَتْ فِيهِ الشَّوَاغِلُ وَالْهُمُومُ، وَعَظُمَتْ فِيهِ الشَّدَائِدُ وَالْغُمُومُ۔

فَنَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يُنَجِّينَا مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، فَنَحْمَدُ اللَّهَ عَلَى

الآئِه، وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى أَنْبِيَائِهِ خُصُوصًا عَلَى سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ
الْمُرْسَلِينَ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَمَحْبُوبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، صَلَوةً وَسَلَامًا
دَائِمِينَ مُتَلَازِمِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَكَلَّمَا غَفَلَ عَنْ
ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ، وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ، وَمَنْ وَالَاهُمْ مِنْ أَعِزَّةِ أَحْبَابِهِ يَا
رَبَّ الْعَالَمِينَ -

الْفَهْ

أَنِيْسَ أَحْمَدَ خَانَ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ
بِمَنْهِ وَكَرَمِهِ، الْفَيْضَ أَبَادِي

٩ / ٨ / ١٣٩٨ هـ

١٦ / ٨ / ١٩٧٨ ع

بِحَمْدِ اللَّهِ

قراءت اکیڈمی کی اہم مطبوعات

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	نمبر شمار	نام کتاب	زبان
۱	النشر فی القراءت	عربی	۲۶	فوائد مکیمہ مع معرفۃ الرسوم	اردو
۲	الوافی فی شرح شاطبیہ	عربی	۲۷	الایضاح	عربی
۳	غیث النفع	عربی	۲۸	المقدمۃ الجزریہ	عربی
۴	البدور الزاہرہ	عربی	۲۹	خلاصۃ البیان	عربی
۵	شرح السنودی	عربی	۳۰	اصول الدرۃ المظیہ	عربی
۶	المخ الفکریہ	عربی	۳۱	الفوائد المتممہ	اردو
۷	عنایات الرحمانی ۳ جلد	اردو	۳۲	جامع الوقف مع معرفۃ الوقف	اردو
۸	اتحاف الفضلاء البشر	عربی	۳۳	الفوائد المحسیہ	اردو
۹	مقنن شاطبیہ	عربی	۳۴	الفوائد التیمیہ	اردو
۱۰	منجد المقرئین	عربی	۳۵	مفید التیمیہ	اردو
۱۱	نہایۃ القول المفید	عربی	۳۶	الاقتصاد فی الضاد	اردو
۱۲	شرح سبعہ (۲ جلد)	اردو	۳۷	عذار القرآن	اردو
۱۳	الجواہر النقیہ	اردو	۳۸	فیض انیس	اردو
۱۴	تفہیم التیمیہ	اردو	۳۹	ضیاء القراءت	اردو
۱۵	معلم الاداء فی الوقف والابتداء	اردو	۴۰	تنویر المرآت	اردو
۱۶	احیاء المعانی	اردو	۴۱	معلم التیمیہ	اردو
۱۷	اسهل الموارد	اردو	۴۲	توضیحات مرضیہ	اردو
۱۸	الجواہر الضیایہ	اردو	۴۳	معرفۃ التیمیہ	اردو
۱۹	امانیہ فی شرح شاطبیہ	اردو	۴۴	تعلیم التیمیہ (باسوال والجواب)	اردو
۲۰	تفہیم الوقف	اردو	۴۵	فیوض رحمانی	اردو
۲۱	شرح الجزری	اردو	۴۶	تنویر شرح تیسیر مع ترجمہ و تفسیر	اردو
۲۲	اتحاف الانام	اردو	۴۷	کشف النظر ۳ جلد	اردو
۲۳	کمال الفرقان	اردو	۴۸	سراج القاری البتدی	عربی
۲۴	فوائد مکیمہ مع حاشیہ لمعات شمسہ	اردو	۴۹	القرۃ المرضیہ	اردو
۲۵	کتاب التیسیر فی القراءت اسع	عربی	۵۰	معلم التیمیہ للمتعلم المستفید	اردو

قراءت اکیڈمی
Qirat Academy

At. & Po. Tadkeshwar-394170
Distt. Surat, Gujarat, (M) 9825364632